30

24تا30جولائی2008ء/20تا26رجب المرجب1429ھ

سرحدوں کی مخدوش صورتحال

دور فتن اور مسلمانوں کی حالت زار

جدید ترقی سے استفادہ اور اسلام

بوسنیا میں اسلامی تہذیب کا ماضی وحال

قادیانیوں کی سرگرمیاں، اصل حقائق

مستقبل کی ایک دھندلی تصویر

تمیم نورستانی کا انجام

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالم اسلام

زندہ اور متحرک ایمان

اسلامی نظریہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ انسان کے دل ودماغ میں انقلاب پہلے پیدا کرتا ہے اور بعد میں پھر خارج میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ دوسرے خودساختہ نظریات کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ وہ خارج میں تبدیلی کا منصوبہ تو پیش کرتے ہیں لیکن اندرون سے کوئی بحث نہیں کرتے۔ شاخوں پر تو تیشے چلاتے ہیں لیکن جڑ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیوں پر نشتر زنی کرتے ہیں، لیکن فساد خون کا علاج نہیں کرتے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برائی ایک جگہ دب جاتی ہے لیکن دوسرے نئے مقامات سے اُبھر آتی ہے۔ لیکن اسلام سب سے پہلے ایمان واصلاح پر زور دیتا ہے۔ انبیاء اپنی دعوت کا آغاز ایمان سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ کی محبت اور اس کا خوف دلوں میں بٹھاتے ہیں اور غیر اللہ کی محبت اور خوف کو نکالتے ہیں اور جب اللہ کی محبت دل میں بسیرا بنا لیتی ہے تو فکر ونظر کا پیمانہ بدل جاتا ہے۔ سوچنے سمجھنے کے انداز میں تبدیلی آجاتی ہے۔ رجحان اور نقطہ نظر تبدیل ہوجاتا ہے اور انسان کی پوری شخصیت میں انقلاب آجاتا ہے۔

تاریخ دعوت و جہاد

عبداللہ فہد فلاحی

سورۃ الانعام
(آیت:145)

ڈاکٹر اسرار احمد

الھدیٰ (331)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطۡعَمُہٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَیۡتَۃً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّہٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّکَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴۵﴾﴾

’’کہو کہ جو احکام مجھ پر نازل ہوئے ہیں، میں اُن میں کوئی چیز جسے کھانے والا کھائے حرام نہیں پاتا بجز اس کے کہ وہ مرا ہوا جانور ہو یا بہتا لہو یا سؤر کا گوشت کہ یہ سب ناپاک ہیں یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اُس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے اور نہ حد سے باہر نکل جائے تو تمہارا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

جن چیزوں کا کھانا حرام قرار دیا گیا ہے، اُن کو یہاں واضح کیا گیا ہے۔ حرام چیزوں میں پہلی شے مردار ہے۔ مردار کا کھانا جائز نہیں ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہو کہ اگر ایک (حلال) جانور کسی حادثے میں شدید زخمی ہو گیا، لیکن ابھی مرا نہیں، اُس میں جان موجود ہے، اور اُسے ذبح کر لیا گیا، تو یہ مردار کے حکم میں نہیں ہے۔ اِس کا کھانا جائز ہوگا۔

بہتا ہوا خون بھی حرام ہے۔ مراد ہے وہ خون جو جانور کو ذبح کرتے وقت نکلتا ہے۔ یہ خون حرام ہے، تاہم ذبیحہ کے جسم سے پورا خون بہہ جانے کے باوجود بھی تلی کے اندر، جگر اور گوشت کے ساتھ جو تھوڑا بہت خون رہ جاتا ہے، وہ حرام نہیں ہے۔

خنزیر کا گوشت بھی حرام ہے، وہ تو ہے ہی ناپاک۔ اِن چیزوں کے علاوہ وہ ذبیحہ بھی حرام ہے جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکارا جائے۔ اگر جانور کو اللہ کے سوا کسی اور کا تقرب حاصل کرنے کے لیے قربان کیا جائے یا کسی خاص استھان کے اوپر جا کر ذبح کیا جائے۔ کسی خاص قبر پر ذبح کیا جائے، تو ایسا جانور حرام ہے، کیونکہ نیت حصول رضائے الٰہی نہیں، بلکہ ماسوا کی خوشنودی ہے۔

آیت کے آخر میں بتایا کہ اگر کوئی شخص بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو وہ ان حرام چیزوں میں سے بھی بقدر جان بچانے کے کھا سکتا ہے، لیکن ایسے شخص کے لیے یہ ضروری ہے کہ اُس کے اندر نافرمانی اور حد سے تجاوز کرنے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ صرف تھوڑا سا کھا کر جان بچانا مقصود ہو۔ پس بے شک آپ کا رب بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دُنیا کا غم

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ کَانَتِ الْاٰخِرَۃُ ھَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ غِنَاہُ فِیْ قَلْبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمْلَہٗ وَاَتَتْہُ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ وَمَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا ھَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ فَقْرَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَفَرَّقَ عَلَیْہِ شَمْلَہٗ وَلَمْ یَاْتِہٖ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَہٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جسے سب سے زیادہ فکر آخرت کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال و متاع جو اس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ جو شخص دنیا کے عیش پر مر مٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اس کے مقدر میں ہوتا ہے‘‘۔

تشریح: ’’اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے‘‘ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دولتمند ہونے کے باوجود ہر وقت اپنی غریبی اور مفلسی کا رونا روتا رہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کے معاشی حالات سخت ناسازگار ہیں اور وہ بے زری کے دوزخ میں جل رہا ہے۔ دنیا کا حرص اس سے سکونِ قلب کی نعمت چھین لیتا ہے۔ اپنے سے زیادہ مالدار لوگوں کو دیکھ کر تنگدستی کا تصور اس کے دل کو گھٹن میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرحدوں کی مخدوش صورتحال

پاکستان کے مشرق میں چونکہ اُس کا ازلی اور پیدائشی دشمن تھا، لہٰذا گزشتہ 60 سالوں میں مشرقی سرحد پر ہی صورتِ حال بگڑی، اِسی دشمن سے دو بڑی جنگیں ہوئیں۔ افغانستان میں جب تک سوویت یونین کا اثر و رسوخ تھا، کبھی کبھار محاذ آرائی سیاسی سطح پر ہو جاتی، جو بعض گرم گرم بیانات تک محدود رہتی۔ پاکستان کو اپنی شمالی مغربی سرحد کی حفاظت کے لئے کبھی فوج متعین کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ نائن الیون کے بعد افغانستان میں امریکی کارروائی کے بعد ہماری یہ سرحد غیر محفوظ ہوئی اور صدر مشرف کی عاقبت نااندیشانہ پالیسی کی وجہ سے 80 ہزار فوجی متعین کرنے کے باوجود سرحدی صورتِ حال بڑی مخدوش ہے، جس پر ہر پاکستانی تشویش میں مبتلا ہے۔

صدر مشرف نے نائن الیون کے بعد افغانستان کے بارے میں پاکستانی پالیسی کو یوٹرن دیتے ہوئے چار بڑے بڑے فوائد گنوائے تھے: (1) پاکستان کی معیشت مضبوط ہو جائے گی (2) ایٹمی اثاثہ جات محفوظ ہو جائیں گے (3) کشمیر کاز کو تقویت حاصل ہو جائے گی (4) قومی سلامتی کو تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ آج غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حالات قطعی طور پر برعکس ہیں اور ہم نے جن اہداف کے حصول کے لئے ایک سمندر پار کافر حکومت کی مسلمان حکومت کے خلاف مدد کی، وہ نہ صرف حاصل نہیں ہو سکے بلکہ ہم بدترین خطرات سے دوچار ہیں۔ معیشت دیوالیہ ہونے کو ہے۔ نائن الیون سے پہلے جو ڈالر 40 روپے کے لگ بھگ تھا، وہ 73 روپے کا ہو چکا ہے۔ پیٹرولیم کی مصنوعات کی قیمتیں ناقابلِ یقین حد تک بڑھ گئی ہیں۔ روزمرہ ضروریاتِ زندگی عوام کی پہنچ سے باہر ہیں۔ نوبت بایں جا رسید کہ اخبارات میں یہ خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ مائیں اپنے بچے فروخت کر رہی ہیں۔ انرجی کے بحران نے قومی صنعت کو تباہ و برباد کر دیا اور ہمارے پاس اِس وقت صرف چند ماہ کا زرِ مبادلہ ہے جس سے ہم درآمدت کر سکیں۔ جہاں تک ایٹمی اثاثہ جات کی حفاظت کا تعلق ہے، نائن الیون سے پہلے کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں تھی کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات 'دہشت گردوں' کے ہاتھ لگ سکتے ہیں اور امریکہ ایسی سریع الحرکت فوج تیار کر رہا ہے، جو وقت آنے پر پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات پر قبضہ کر لے گی۔ کشمیر کاز کو تقویت کیا پہنچی آج حال یہ ہے کہ ہم کشمیر کا نام بھی لیں تو بھارت ماتھے پر تیور ڈال لیتا ہے۔ اور ہمارے نئے حکمران اور بادشاہ گر آصف زرداری تو کشمیر کے مسئلہ پر بالواسطہ طور پر بھارتی موقف کی تائید بھی کر چکے ہیں۔ رہ گیا قومی سلامتی کے تحفظ کا مسئلہ تو جتنے خطرات آج اُسے لاحق ہیں، پہلے کبھی نہ تھے۔ امریکہ اندرونِ پاکستان کارروائیاں کرتا ہے۔ پہلے پرویز مشرف اُن کارروائیوں کو پاکستانی فوج کے سر پر ڈال دیتے تھے۔ نئی حکومت امریکہ سے ہلکا پھلکا احتجاج کر کے فارغ ہو جاتی ہے۔

18 فروری کے انتخابات نے مشرف کی اِس پالیسی کو یکسر مسترد کر دیا تو امید تھی کہ نئی حکومت زمینی حقائق کا ادراک کرے گی۔ افغانستان اور قبائلی علاقوں کی تاریخ یہ ہے کہ انہیں فتح کر لینا کبھی مشکل نہ تھا لیکن غیر ملکی فاتحین کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا اور اِن علاقوں پر قبضہ قائم رکھنا اور عوام کو اپنا مطیع بنا لینا انگاروں پر بیٹھنے کے مترادف ہے۔ انگریز نے اِس حقیقت کو بہت جلد جان لیا تھا۔ لہٰذا بعض زخم کھانے کے بعد اس نے افغانستان پر براہ راست قبضہ سے گریز کیا۔ سوویت یونین کو بھی یہاں سے بھاگنا پڑا۔ امریکہ کو یہ زعم ہے کہ وہ سپریم قوت ہونے کی وجہ سے وہاں قابو پانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ افغانی اور قبائلی امریکی اور اتحادی افواج کو کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیں گے۔ لہٰذا نئی حکومت کو چاہیے کہ تاریخ سے سبق سیکھتے ہوئے قبائلیوں سے مذاکرات کا راستہ اختیار کرے، پھر یہ کہ امریکہ کے اصل عزائم کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں ایک مسلمان ملک کو ایٹمی اسلحہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں چین کا راستہ روکنے کے لیے بلوچستان کو پاکستان سے الگ کر کے گوادر کی بندرگاہ پر اپنا کنٹرول قائم کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان اگر قبائلیوں اور بلوچوں کے خلاف طاقت استعمال کرتا رہا تو وہ امریکہ کے اِس کام کو آسان بنا دے گا۔ (باقی صفحہ 17 پر)

"تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر"

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 — شمارہ 30
24 تا 30 جولائی 2008ء
20 تا 26 رجب المرجب 1429ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود ۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان ۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ساقی نامہ (ساتواں بند)

[بالِ جبریل]

بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر — طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر!
خودی شیرِ مولا، جہاں اس کا صید! — زمیں اس کی صید، آسماں اس کا صید!
جہاں اور بھی ہیں، ابھی بے نمود — کہ خالی نہیں ہے ضمیرِ وجود
ہر اک منتظر تیری یلغار کا — تری شوخیٔ فکر و کردار کا
یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار — کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار
تو ہے فاتحِ عالمِ خوب و زشت! — تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت!
حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ! — حقیقت ہے آئینہ، گفتار زنگ!
فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس — مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس!
اگر یک سرِ موئے برتر پرم — فروغِ تجلّی بسوزد پرم

9۔ تیرے لیے یہ امر ناگزیر ہے کہ اپنے وجود کو زندہ برقرار رکھنے کی راہ میں حائل تمام پابندیوں کو توڑ کر اپنی منزل تک رسائی کے لیے آگے بڑھتا جا اور زمان و مکاں کا طلسم توڑ کر اپنی خودی کو اوجِ کمال تک لے جا۔

10۔ خودی تو خدائے ذوالجلال کے تخلیق کردہ ایسے شیر کی مانند ہے، جس کا شکار یہ تمام تر عالمِ رنگ و بُو ہے۔ اِس شیر کی گرفت تو زمین اور آسمان دونوں پر ہے۔ مُراد یہ ہے کہ جس نے اپنی خودی کو عروج پر پہنچا دیا، اس نے کل کائنات کو تسخیر کر لیا۔

11۔ یہ بھی جان لے کہ اِس جہانِ فانی کے علاوہ دنیائیں اور بھی ہیں، جو ابھی تک ہماری بصیرت کی گرفت میں نہیں آ سکیں۔ تاہم ضمیرِ وجود خلاء کا متحمل نہیں ہو سکا۔ چنانچہ اگر خودی پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے تو ہر آن دیکھی دنیا کا ادراک خارج از امکان نہیں رہتا۔

12۔ شاید یہ امرِ خلافِ واقعہ نہ ہو کہ ہر آن دیکھی دنیا تیری یورش کی منتظر ہے کہ کب تُو اپنی فکر و دانش کے علاوہ خودی کے طفیل کب اس کو مسخر کرتا ہے۔ تیرا کردار اور عمل ہی اس کی تسخیر کر سکتا ہے۔

13۔ اور یہ جو کائنات کا نظام ہر لمحے متحرک رہتا ہے اور گردش میں مصروف رہتا ہے، اِس کا مدعا ہی یہ ہے کہ تیری خودی کے سارے بھید تجھ پر کھل جائیں اور تُو اپنی حقیقی منزل پانے کا اہل ہو سکے۔

14۔ اب تجھے کیسے سمجھاؤں کہ قدرت نے تیری تخلیق کس مقصد کے لیے کی ہے۔ پہلے تو یہ جان لے کہ دنیا اچھی ہے یا بُری، تجھے اس پر اپنا تسلط جمانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

15۔ سچ تو یہ ہے کہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں، اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ سچائی اور حقیقت تو آئینے کی مانند ہے اور ان پر تفصیلی گفتگو اِس آئینے پر گرد کی طرح ہے۔

16۔ ہر چند کہ میرا سینہ جذبات کی شدت سے پھٹا پڑتا ہے، لیکن یہ موضوع ایسا ہے جس پر مزید گفتگو کی تاب نہیں۔

17۔ پھر خدشہ اِس امر کا بھی ہے کہ اگر اپنی حدود سے بڑھتے ہوئے عشقِ حقیقی کے راز افشا کر دوں تو قادرِ مطلق کو یہ گوارا نہ ہو گا اور وہ مجھے جلا کر خاک کر دے گا۔

موجودہ دورِ فتن اور مسلمانوں کی حالتِ زار

اور

اُمت کے حق میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 18 جولائی 2008ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! ہماری مسجد کے ایک نمازی بھائی نے مجھ سے فرمائش کی تھی کہ موجودہ دورِ فتن، بالخصوص اس دور میں مسلمانوں کی حالتِ زار کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں، اُن پر گفتگو کی جائے۔ تو آج سے اللہ کی نصرت کے سہارے اس موضوع پر گفتگو کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

برادرانِ اسلام! آج ہم انسانی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ تاریخِ انسانی کے آغاز یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک کتنا عرصہ گزر چکا ہے، اِس بارے میں ہمارے پاس مستند اعداد و شمار نہیں۔ ہمارے پاس جو تاریخی ریکارڈ ہے، وہ بمشکل پانچ ہزار برس تک جاتا ہے۔ بائبل کے بیانات سے جو بات معلوم ہوتی ہے، اُس کے مطابق آدم علیہ السلام لگ بھگ دس ہزار برس پہلے کی شخصیت ہیں، تاہم چونکہ بائبل تحریفات سے محفوظ نہیں رہی، لہٰذا اس کے بیانات پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ نوعِ انسانی کی تاریخ جتنی بھی ہو، اِس امر پر تینوں بڑے آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا اتفاق ہے کہ موجودہ عہد انسانیت کے خاتمے کا عہد ہے، یہ قربِ قیامت کا دور ہے۔

آج جس دور میں ہم جی رہے ہیں، یہ دجالی فتنوں کا دور ہے۔ دجالی مغربی تہذیب اسلام پر ایسے حملہ آور ہے کہ وہ حق و صداقت کی ہر صدا کو دبا دینا، اور ہر علامت کو مٹا دینا چاہتی ہے۔ یہ بدترین دور ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں کیونکر اِس دور کو بدترین کہہ رہا ہوں، جبکہ تمدنی ترقی کے اعتبار سے یہ اعلیٰ ترین دور ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی اور تمدنی ارتقاء نے انسانی زندگی کو جس قدر سہل اور پرتعیش آج بنا دیا ہے، اِس کا ماضی میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آپ کا یہ کہنا بجا ہوگا۔ لیکن میں جدید مادی ترقیات کے حوالے سے بات نہیں کر رہا، بلکہ حق و باطل کی کشمکش کے حوالے سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ یہ بات تو ہر خاص و عام کو دکھائی دے رہی ہے کہ دینِ حق کے خلاف آج باطل پوری قوت سے نبرد آزما ہے۔ حق و باطل کی کشمکش اگرچہ ہر دور میں رہی ہے، اور کوئی زمانہ بھی اِس سے خالی نہیں رہا، لیکن حق کے علمبرداروں اور باطل پرستوں کے درمیان ماضی میں اسلحی اور مادی قوت کا اتنا فرق نہیں ہوتا تھا، جتنا کہ آج موجود ہے۔ آج ایک طرف باطل طاغوتی طاقتیں اور ابلیسی تہذیب کے علمبردار ہیں، جن کے پاس جدید تباہ کن اسلحے، اور انسانیت کو ملیا میٹ کر دینے والے ہتھیاروں اور جنگی ٹیکنالوجی کے انبار لگے ہیں۔ دوسری طرف مسلمان ہیں جو ٹیکنالوجی کے میدان میں انتہائی کمزور اور لاچار ہیں ہی، افسوسناک بات یہ ہے کہ ایمان کی قوت کے اعتبار سے بھی بے حد کمزور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کے متحدہ جتھے ہر طرف سے اہلِ اسلام پر یلغار کر رہے ہیں۔ اور ہماری حالت وہ ہے جس کی پیشگوئی نبی اکرم ﷺ نے فرمائی تھی کہ ”(مسلمانو!) عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل جل کر) تم پر دھاوا بول دیں گی جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ ایک آدمی نے عرض کیا، حضور! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں کثیر ہو گے لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور تمہارے دل ”وہن“ کا شکار ہو جائیں گے۔“ کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہن کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ”دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔“ (رواہ ابوداؤد)

اِس وقت بحر و بر میں فساد برپا ہے۔ پورے روئے ارضی پر شیطان اور اُس کے گماشتوں کی حکمرانی ہے۔ انہی کا سکہ رائج الوقت ہے۔ شیطان کے سب سے بڑے ایجنٹ یہودی فتنہ گر ہیں، جو نہایت ہی قلیل اقلیت ہیں، مگر اپنی شیطانی چالوں اور ابلیسی منصوبہ بندی سے انہوں نے پوری دنیا کو اپنے اقتصادی شکنجے میں کس لیا ہے۔ وہ اپنی طویل المیعاد پلاننگ کے ساتھ اپنے ایک ایک ہدف کو حاصل کرتے ہوئے، آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ انہیں ایسی کامیابیاں ہو رہی ہیں، جو اپنی پوری تاریخ میں انہیں حاصل نہ ہو سکیں۔ پون صدی پہلے ہی حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے کیا خوب تجزیہ کیا تھا ؎ فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔

موجودہ دورِ فتن کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں پہلے ہی آگاہ فرما دیا ہے۔ آپؐ کی بہت سی پیشین گوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں، اور بہت سی ایسی ہیں جو مستقبل میں پوری ہونے والی ہیں۔ سنن ابن ماجہ کے باب الفتن میں ابتلاء آزمائش اور فتنوں کے بارے میں احادیث بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے، جس میں آپؐ کی اللہ تعالیٰ کی جناب میں تین چیزوں کی دعا کا تذکرہ ہے۔ روایت درج ذیل ہے:

عن معاذ جبل قال: صلی رسول اللہ ﷺ، یوماً صلاۃ، فاطال فیھا۔ فلما انصرف قلنا (اوقالوا): یا رسول اللہ! أطلت الیوم الصلاۃ، قال: ((انی صلیت صلاۃ رغبۃ ورھبۃ سالت اللہ عزوجل لامتی ثلاثا۔ فاعطانی اثنین، ورد علی واحدۃ۔ سالتہ ان لا یسلط علیھم عدوا من غیرھم، فاعطانیھا۔ وسالتہ ان لا یھلکھم غرقا، فاعطانیھا۔ وسالتہ ان لا

یجعل باسھم بینھم، فردھا علی))

''حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن نبیؐ نے بہت طویل نماز پڑھی، پھر جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ آج آپؐ نے بہت طویل نماز پڑھی ہے۔ آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''میں نے طلب اور خوف والی نماز پڑھی ہے۔ میں نے اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لیے تین چیزوں کی درخواست کی۔ اللہ نے دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور ایک سوال قبول نہیں فرمایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک سوال یہ کیا کہ میری امت پر غیر مسلم اقوام مسلط نہ ہوں۔ اللہ نے مجھے یہ چیز عطا فرما دی۔ اور میں نے (دوسرا) سوال یہ کیا، اللہ میری امت کو غرق کے عذاب سے ہلاک نہ کرے۔ اللہ نے یہ درخواست بھی قبول فرمالی۔ اور میں نے (تیسرا) سوال یہ کیا کہ میری امت کے لوگوں کی آپس میں جنگ نہ ہو۔ اللہ نے میری یہ التجا قبول نہیں فرمائی۔''

نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے لیے ہر قسم کی بھلائی کی خواہش رکھتے تھے۔ قرآن حکیم میں خود باری تعالیٰ نے آپؐ کی یہ شان بیان کی ہے کہ ''لوگو [redacted] میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے، اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔'' (التوبہ:128) تو اسی اعتبار سے آپؐ نے اپنی امت کے حق میں یہ دعائیں مانگیں۔ ہمیں چاہیے کہ آپؐ پر بکثرت درود بھیجیں۔ آپؐ کا اتباع کریں۔ آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنائیں اور بدعات سے اجتناب کریں۔

پہلی چیز جو آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے مانگی، وہ یہ تھی کہ امت مسلمہ پر غیر مسلم اقوام مسلط نہ ہوں۔ یہ دعا اِس اعتبار سے قبول ہوگئی کہ ایسا نہ ہوگا کہ کسی وقت پوری کی پوری امت غیر مسلموں کے زیر تسلط آ جائے، جیسا کہ بنی اسرائیل کی تاریخ میں ہوا۔ 600 ق م بخت نصر نے بنی اسرائیل پر جو حملہ کیا، اس میں لاکھوں یہودی قتل ہوئے، اور جو چھ لاکھ باقی بچے، وہ انہیں غلام بنا کر اپنے ساتھ بابل (عراق) لے گیا، جہاں وہ ڈیڑھ سو سال تک قید خانوں میں اسیر رہے۔ اِسی حالت اسیری کے دوران سیموئیل نبی کی بعثت ہوئی جو اُن میں دعوت و اصلاح کا کام کرتے رہے۔ بہرکیف آپؐ کی دعا کی برکت سے امت پر اغیار کا اِس طور سے تسلط کبھی نہیں ہوگا، کہ پوری کی پوری امت کفار کے زیر تسلط آجائے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے، اور تاریخ میں ہوتا بھی رہا ہے کہ امت کے کسی ایک حصے پر اس کی بداعمالیوں کے سبب کفار غالب آجائیں اور حکمرانی کریں۔

دوسری چیز جس کی دعا نبی رحمت ﷺ نے اپنی امت کے حق میں فرمائی، وہ یہ تھی اُمت پر غرق کا عذاب نہ آئے۔ آپؐ کی اِس دعا کو بھی اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔

تیسری چیز جس کی آپؐ نے دعا کی، وہ یہ تھی کہ میری امت کے آپس میں لڑائی جھگڑے نہ ہوں، مگر آپؐ کی یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ باہمی جھگڑے بھی دراصل عذاب الٰہی کی ایک صورت ہے، جیسا کہ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا کہ ''کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کردے اور ایک دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزہ چکھادے......'' (آیت:65) باہمی مخاصمت کا عذاب لوگوں پر اس وقت مسلط کیا جاتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو بازیچۂ اطفال بنالیں، دین و احکام دین سے روگردانی اور اللہ سے بے وفائی کا شیوہ اپنا لیں۔ اگر آج ہم اہل پاکستان اپنی حالت کا جائزہ لیں تو صاف دکھائی دے گا کہ ہم اِسی قسم کے عذاب میں مبتلا ہیں۔

قیام پاکستان سے پہلے ہم مسلمان ہندو کے مقابلے میں ایک قوم تھے، لیکن اب حال یہ ہے کہ صوبائی اور لسانی قومیتوں میں بٹ گئے ہیں۔ ان قومیتوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی ہیں۔ صوبوں کو ایک دوسرے پر اعتماد نہیں۔ اس کے علاوہ فرقہ وارانہ بنیادوں پر بھی اہل پاکستان منقسم ہیں اور افتراق کا شکار ہیں۔ چنانچہ وہ دینی اخوت اور کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد پر پیدا ہونے والا اتحاد کہیں بھی نظر نہیں آتا، جو ہماری اصل قوت اور طاقت ہے۔ قومیتوں کے جھگڑوں نے ہمیں کمزور کردیا ہے۔

ایک اور روایت حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ اِس میں اسلام کے عالمی غلبے کی پیشینگوئی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان اللہ تعالیٰ زوی لی الارض اوقال ان ربی زوی لی الارض فاریت مشارقھا و مغاربھا و ان ملك امتی سیبلغ ما زوی لی منھا و اُعطیت الکنزین

[redacted]

وزیراعظم کا فاٹا میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا بیان جو نائن الیون جیسے مزید واقعات کے موجب بن سکتے ہیں' انتہائی شرمناک اور آ بیل مجھے مار کے مصداق امریکہ کو اپنی سرزمین پر حملہ کی دعوت دینے کے مترادف ہے

حافظ عاکف سعید

الیکشن کے بعد نظر آنے والی امید کی کرن سراب ثابت ہوئی۔ اللہ اور اس کے دین سے بے وفائی کی سزا کے طور پر ایسا لگتا ہے کہ ہماری مہلت ختم ہوگئی ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطابِ جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انہوں نے کہا کہ الیکشن کے بعد پوری قوم نے عوامی نمائندوں سے یہ خوش کن توقعات وابستہ کی تھیں کہ وہ ملک کے حقیقی مسائل پر توجہ دیں گے اور غیر ملکی آقاؤں کے چنگل سے نجات حاصل کریں گے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اسی سابقہ پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے خود دشمن کی زبان بول رہے ہیں۔ فاٹا میں ایسے لوگوں کی موجودگی کا اقرار جو نائن الیون جیسے مزید واقعات کے موجب بن سکتے ہیں' آ بیل مجھے مار کے مصداق امریکہ کو اپنی سرزمین پر حملہ کی دعوت دینے کے مترادف ہے۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کا مذکورہ بالا بیان انتہائی قابل مذمت اور باعث شرم ہے۔ ایسا بیان پاکستان کی خیر خواہی نہیں، بلکہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ گویا موجودہ حکمران امریکی ایجنٹ کے طور پر اس کے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال ملک و قوم کے مستقبل کے لیے پریشان کن ہے۔ ان حالات میں قوم کو اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے دین سے وفاداری کی روش اختیار کرنی چاہیے، تاکہ اللہ کی تائید و نصرت سے دشمن کی چالوں سے محفوظ رہ سکیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

((الاحمر والا بیض))

"اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا یا فرمایا میرے رب نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا اور بے شک میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی اور مجھے دو خزانے دیئے گئے، سرخ اور سفید۔"

آج کے دور میں سائنس و ٹیکنالوجی نے حیران کن ترقی کر لی ہے، اور اس کی بدولت آپ بھی پوری زمین کو "گوگل ارتھ" پر دیکھ سکتے ہیں، لیکن جب نبی اکرم ﷺ کی بعثت ہوئی تھی، اس دور میں اس کا تصور بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے زمین کے تمام مشارق اور مغارب نبی اکرم ﷺ کو دکھا دیے۔ یہاں اہل اسلام کو اس بات کی بشارت دی گئی ہے کہ اللہ کا دین قیامت سے پہلے کل روئے ارضی پر غالب آ کر رہے گا۔ دنیا میں خواہ کتنے ہی فتنے ہوں، دجالیت ہو اور ابلیسی تہذیب کا غلغلہ ہو، لیکن بالآخر ان سب کو شکست فاش ہوگی اور اللہ رب العزت دین کو غلبہ عطا فرمائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو خوفناک ابتلاؤں اور امتحانات سے گزرنا پڑے گا۔ اسلام کا عالمی غلبہ رسالت محمدی ﷺ کا تقاضا بھی ہے۔ آپؐ پوری انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے اور آپؐ کا مشن "اظہار دین حق" تھا۔ آپ کی حیات طیبہ میں جزیرہ نما عرب میں اسلام غالب ہو گیا، لیکن اسلام کو کل روئے ارضی پر غلبہ ابھی حاصل نہیں ہوا۔ آپؐ کا یہ مشن قیامت سے پہلے پورا ہوگا۔ خدا کی کل زمین نور توحید سے جگمگا اٹھے گی۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا تھا۔

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

اس کے بعد اس حدیث میں آپؐ کی امت کے حق میں تین دعاؤں کا ذکر ہے۔

((و انی سالت ربی تعالیٰ لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ ولا یسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال لی یا محمد انی قضیت قضاءً فانہٗ لا یرد ولا اھلکھم بسنۃ عامۃ ولا اسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم ولو اجتمع علیھم من بین اقطارھا او قال باقطارھا حتی یکون بعضھم یھلک بعضا ویکون بعضھم یسبی بعضا))

"میں نے اپنے پروردگار سے عرض کیا کہ میری امت کو ایک قحط عام سے ہلاک نہ کرے اور ان پر (کافر) دشمن کو اتنا قابو نہ دے کہ وہ ان کی جڑ کو مٹا دے (یعنی بالکل دین اسلام کو برباد کر دے اور مسلمانوں کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے)۔ میرے رب نے مجھ سے فرمایا، اے محمدؐ! میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو پھر وہ رد نہیں ہوتا۔ میں تیری امت کے لوگوں کو ایک قحط عام سے ہلاک نہ کروں گا اور ان پر کوئی دشمن جو ان میں سے نہ ہو (یعنی غیر مسلم) ایسا مسلط نہ کروں گا جو ان کی جڑ مٹا دے، اگرچہ ان پر ساری زمین کے کفار حملہ کریں۔ پر یہ ہوگا کہ تیری امت میں سے لوگ آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے اور قید کریں گے۔"

آگے آپؐ نے فرمایا:

((و انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین))

"مجھے اپنی امت کے معاملے میں جس چیز کا خوف ہے، وہ (امت کو) گمراہ کرنے والے لیڈروں کے حوالے سے ہے۔"

مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے یہ لیڈران اور قائدین وہ بھی ہیں جو فرقہ واریت کے بیج بو کر لوگوں کو آپس میں لڑاتے ہیں، اور میدان سیاست کے وہ رہنما بھی ہیں جو محض اپنی سیاست کی دوکان چمکانے کی خاطر، اور اپنے حقیر ذاتی مفادات کے لیے عوام کو ورغلاتے ہیں، انہیں غلط گائیڈ کرتے اور باہم دست و گریبان کرتے ہیں۔

((واذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الی یوم القیمۃ))

"اور جب میری امت میں تلوار چلائی جائے گی تو قیامت تک ان سے نہ اٹھائی جائے گی (یعنی مسلمانوں کی باہمی جنگ وجدل چلتی رہے گی)۔"

اس کے بعد حدیث میں امت کے ایک حصے کے کفار کا ساتھ دینے، ایک حصے کے شرک میں مبتلا ہونے اور جھوٹے دجالوں کا ذکر فرمایا:

((ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین))

"اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ مشرکوں سے مل جائیں گے۔"

مطلب یہ ہے کہ وہ مشرکوں کے ساتھ سازگاری اختیار کر لیں گے، اور انہی کے ایجنڈے کو پورا کریں گے۔ ان لوگوں کا نام تو مسلمانوں کا سا ہوگا، لیکن عملاً ان کی ساری جدوجہد اور کدو کاوش کفار کے لیے ہوگی۔ ان کی ہمدردی مسلمانوں کی بجائے اللہ کے دشمنوں سے ہوگی۔ مسلمانوں کے مقابلے میں وہ انہی کا ساتھ دیں گے، اور ان کی کھل کر حمایت اور تائید کریں گے۔

((وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان))

"اور یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے (کچھ حصے) بتوں کو پوجیں گے۔"

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اولیاء اللہ کے بت بنا لیے تھے اور ان کو پوجتے تھے، اسی طرح بعض مسلمان اولیاء اللہ کی قبروں کو پوجیں گے۔ جیسا کہ آج مسلم معاشرے میں کئی جگہوں پر یہ چیز دکھائی دیتی ہے۔

((وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی))

"اور (بے شک قیامت سے پہلے) میری امت میں تیس جھوٹے دجال آئیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

ان دجالوں میں سے آخری مسیح الدجال ہوگا۔ اس کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ مسیح ہے کہ جس کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ وہ دنیا میں ظاہر ہو کر شیطنت پھیلائے گا۔ لوگوں کے لیے ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا۔ دھڑا دھڑ لوگ ایمان سے کفر میں داخل ہوں گے۔ یہ حزب الشیطان کا لیڈر ہوگا۔ نیکی اور بھلائی کے خلاف اس کی کھلم کھلا جنگ ہوگی۔ اللہ کے حکم سے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اسے قتل کریں گے، اور دنیا کو فتنہ مسیح الدجال سے چھٹکارا دلائیں گے۔

حدیث کے آخر میں نبی اکرم ﷺ نے جو بات فرمائی ہے، وہ امت کے لیے تسلی اور حد درجہ اطمینان کا باعث ہے۔ فرمایا:

((ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق (قال ابن عیسیٰ ظاھرین ثم اتفقا) لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ تعالیٰ)) (سنن ابی داؤد)

"میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، ان کے مخالف انہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے گا۔"

یعنی امت کے کچھ لوگ خواہ گمراہی کا شکار ہو جائیں، اس کے کچھ حصے اور طبقے اغیار سے ساز باز کر لیں، لیکن اس کے باوجود امت بحیثیت مجموعی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، ہر دور میں ایک گروہ ضرور ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے طریقے پر چلنے والے ہوں گے اور ان کے ساتھ اللہ کی مدد اور نصرت ہوگی۔ یہ کامیاب و کامران ہوں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

[تلخیص: محبوب الحق عاجز]

جدید ترقی سے استفادہ

اور

اسلامی نظام زندگی

سید قطب شہیدؒ

جدید علوم، ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ کے حوالے سے ہمارے ہاں دو انتہائیں ہیں۔ ایک طرف یہ نقطۂ نظر ہے کہ جدید علوم، ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ دجالی تہذیب کے مظاہر ہیں اور اُن کا استعمال کسی خیر کے کام کے لئے معاون ہو ہی نہیں سکتا۔ دوسری انتہا ہے مادہ پرستی، جس کے تحت کل اعتماد جدید علوم، ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ پر ہے اور اللہ کے فاعلِ حقیقی ہونے اور اس کی عطا کردہ اخلاقی تعلیمات کے معاملاتِ زندگی کے نتائج میں اثر پذیر ہونے کا یقین ہی نہیں ہے۔ سید قطب شہیدؒ نے اپنی مرتب کردہ تفسیر قرآن "فی ظلال القرآن" کے مقدمہ میں اِن دو انتہاؤں کی نفی اِس طرح کی ہے :

بدقسمتی سے اِس وقت ہمارے درمیان ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو انسانیت کا دشمن ہے اور اُسے صریح دھوکہ دے رہا ہے۔ یہ طبقہ اسلامی نظام زندگی کو ایک ہاتھ میں اور انسان کی مادی ترقیوں کو دوسرے ہاتھ میں رکھ کر دنیا کو کچھ اِس رنگ میں دعوت دیتا ہے کہ اِن دو چیزوں میں سے تم کسی ایک کو اختیار کرلو یا تو اسلامی نظام زندگی اختیار کرلو اور مادی میدان میں انسان نے جو ترقیاں کی ہیں اُن سے دست بردار ہو جاؤ اور یا انسان کی علمی ترقیوں کے پھل چن لو اور اسلامی نظام زندگی کو ترک کر دو۔ یہ نہایت ہی مذموم دھوکہ ہے اور خباثت سے پُر سازش ہے، جو اسلام اور پوری انسانیت کے خلاف کی جارہی ہے۔ کیونکہ مسئلہ کی حقیقی صورت یہ ہرگز نہیں ہے۔ اسلامی نظام زندگی، انسانی ترقیوں کا مخالف نہیں ہے۔ وہ تو اِن ترقیوں کا موجد ہے، اِن ترقیوں کے لئے افادیت کی ایک صحیح سمت مقرر کرتا ہے اور مادی ترقیوں کو صحیح رخ پر ڈال دیتا ہے۔ اِس سے دوسری مخلوق کے مقابلے میں انسان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا ہے اور خلافت فی الارض کے منصب کی وجہ سے انسان اِس قدر و منزلت کا حق دار ہے۔ اِس منصب کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو کچھ خاص قوتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ انسان کے لئے تکوینی قوانین کو سہل کر دیا گیا، تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرے اور قدرت کی نئی نئی چیزیں دریافت کرے۔ البتہ اُس کی ہر ایجاد اللہ کی بندگی اور اُس کے عظیم انعامات و اکرامات پر شکر گزاری کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہو۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خلافت کے دائرے کے اندر ہو، اور انسان کی ہر حرکت اور اس کا ہر عمل رضائے الٰہی کے مقصد کے تحت ہو۔

جو لوگ اسلامی نظام حیات کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھتے ہیں اور انسانی ترقیوں کو دوسرے میں، وہ دراصل بدنیت اور شریر ہیں۔ وہ اس حیران اور درماندہ انسانیت کے گھات میں بیٹھے ہیں۔ جب وہ اس حیرانی و پریشانی اور گمراہی و ضلالت سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہے، ایک ناصح مشفق کی میٹھی آواز پر کان دھرتی ہے اور ہلاکت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں پُر امن زندگی بسر کرنے کے قریب ہوتی ہے تو گھات میں چھپے ہوئے یہ دشمن اُسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک گروہ ایسا بھی ہے کہ اُس میں قلبی خلوص کی کمی نہیں لیکن وہ معاملے کو صحیح طریقے سے سمجھ نہیں سکا۔ اُس کی نظر گہری نہیں ہے۔ طبعی انکشافات اور مادی ترقیوں کی چمک دمک نے اُس کی نظروں کو چندھیا دیا ہے اور مادی دنیا میں انسان کی عظیم اور بے مثل کامیابیوں سے وہ مرعوب ہے۔ یہ تحیر اور مرعوبیت اُس کے شعور کا جزو بن جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ طبعی قوانین اور ایمانی اقدار کے درمیان فرق کرتا ہے۔ اُس کے نزدیک انسان کی عملی زندگی میں اور اِس کائنات میں، اِن اقدار کا جو اثر ہوتا ہے وہ ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ اِس گروہ نے طبعی قوانین کے لئے ایک علیحدہ میدان کار تجویز کر رکھا ہے اور ایمانی اقدار کے لئے علیحدہ۔ اُس کا خیال ہے کہ طبعی قوانین ایمانی اقدار سے متاثر ہوئے بغیر بھی اپنا کام برابر کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخصوص نتائج پیدا کرتے چلے جاتے ہیں اور اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ مومن ہیں یا کافر، اسلامی نظام زندگی کے متبع ہیں یا مخالف، اپنی زندگی کے تنازعات میں اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں یا لوگوں کی خواہشات کے مطابق۔

یہ نہایت ہی غلط نقطۂ نظر ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ قوانین کی دو قسموں کے درمیان تفریق کرتا ہے اور اُن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیتا ہے، حالانکہ دراصل یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمانی اقدار اللہ کے تکوینی قوانین ہی کا ایک حصہ ہوتی ہیں اور طبعی قوانین کی طرح اُن کے نتائج بھی ایک دوسرے سے مربوط اور باہم پیوست ہوتے ہیں۔ ایک مومن کے تصورِ زندگی اور احساسات میں، اِن دونوں کے درمیان جدائی کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں ہے۔

یہ ہے وہ صحیح تصورِ حیات جسے یہ قرآنِ کریم، انسان کے دل و دماغ میں پیوست کرتا ہے جبکہ وہ قرآن کے سائے میں زندگی بسر کر رہا ہو۔ یہ تصور پیدا کرنے کے لئے قرآنِ مجید سابقہ کتب سماوی کے حاملین، اُن کی بے راہ روی اور آخر کار اس ضلالت کے نتائج کا بھی ذکر کرتا ہے :

﴿ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ﴾

(المائدۃ :66،65)

"اگر (اس سرکشی کے بجائے) یہ اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اُن کی برائیاں اُن سے دور کر دیتے اور اُن کو نعمت بھری جنتوں میں پہنچا دیتے۔ اور اگر وہ تورات اور انجیل اور جو (کتابیں) اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر نازل ہوئیں اُن کو قائم کرتے تو (اُن پر رزق مینہ کی طرح برستا کہ) اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔"

اِس تصور کو ذہن نشین کرنے کے لئے قرآنِ مجید حضرت نوحؑ کے اُس وعدے کا ذکر کرتا ہے جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا تھا :

﴿ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ○ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ○ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ

جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا o﴾
(نوح :10 تا12)

"اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ لگا دے گا، اور تمہارے لئے نہریں بہا دے گا"۔

پھر اِس تصور کو پیدا کرنے کے لئے قرآن مجید لوگوں کی نفسیاتی صورت حال اور خارجی اور واقعاتی دنیا کے درمیان، جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ذریعے عالم وجود میں لانا چاہتا ہے، ایک حسین ربط پیدا کر دیتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (رعد:11)

"بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی"۔

اللہ کی ذات پر ایمان، اُس کی ٹھیک ٹھیک بندگی اور زمین میں اُس کی شریعت کا نفاذ، سب کے سب دراصل اللہ کے قانون قدرت ہی کا نفاذ ہیں۔ یہ قوانین بھی مثبت اثرات کے حامل ہیں اور اسی سرچشمے سے نکلے جس سے دوسرے تکوینی اور طبعی قوانین نکلتے ہیں اور جن کے اثرات ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جو رات دن ہمارے مشاہدات و تجربات میں آتے رہتے ہیں۔

بعض اوقات ہمیں ایسے مظاہرے سے دوچار ہونا پڑتا ہے، جو قوانین قدرت کے درمیان اس تفریق کے بارے میں ہمارے لئے باعث فریب ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایمانی قدروں کی مخالفت کرتے ہوئے بھی طبعی قوانین کی پیروی کامیابی کی ضمانت دے رہی ہے۔ اِس میں شک نہیں......کہ شروع شروع میں اس تفریق کے نتائج سامنے نہیں آتے، لیکن آخر کار وہ لازماً ظاہر ہو کے رہتے ہیں۔ یہ صورت حال خود اسلامی معاشرے کو بھی پیش آئی۔ ایمانی قدروں اور طبعی قوانین کے نقطۂ ارتقاء سے اسلامی معاشرے کی ترقی شروع ہوئی اور جس نقطے سے اِن دونوں کے درمیان افتراق ہوا، اِسی سے اسلامی معاشرے کا زوال شروع ہو گیا۔ آج تک جوں جوں اِن کے درمیان خلیج وسیع تر ہوتی جاتی ہے، اسلامی معاشرہ اسی نسبت سے زیادہ زوال پذیر ہو رہا ہے اور اِس کا یہ زوال اب اِس درجے تک آ پہنچا ہے کہ مسلمانوں نے بیک وقت اسلامی قدروں اور طبعی قوانین و مادی ترقیات سب کو کھو دیا ہے۔

اِس کے بالمقابل آج مغربی تہذیب قائم ہے اور اس کی مثال یوں ہے جیسا کہ ایک پرندہ صرف ایک مضبوط پر کے بل بوتے پر اڑنا چاہتا ہے اور فضا میں معلق ہو کر پھڑ پھڑا رہا ہے اور اُس کا دوسرا پر شل ہو کر لٹک رہا ہے۔ یہ تہذیب مادی ایجادات کے میدان میں جس قدر بلند مقام تک جا پہنچی ہے، انسانی قدروں کے لحاظ سے اِسی قدر پستیوں میں جا گری ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہے کہ تہذیب مغرب اختیار کرنے والے اِس قدر جاں گسل قلق و بے چینی اور اِس قدر اعصابی و نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں کہ اِس سے مغربی دنیا کے اہل دانش چیخ اٹھے ہیں۔ لیکن یہ بدنصیب اسلامی نظام زندگی کی طرف نہیں لوٹتے۔ حالانکہ صورت حال کا صحیح علاج و مداوا صرف وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے جو شریعت بھیجی ہے، وہ اس کائنات کے لئے اللہ کے کلی قانون کا ایک حصہ اور جز ہے، لہٰذا اِس دنیا میں اِس شریعت کو نافذ کرنے کا لازمی اور مثبت اثر یہ ہوگا کہ اِس پوری کائنات کی روش اور لوگوں کے طرز عمل کے درمیان ایک حسین ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔

شریعت الٰہی ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہے اور ایمان اِس کی بنیاد ہے۔ یہ اپنی اِس بنیاد کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔ اِسے وضع ہی اِس لئے کیا گیا ہے کہ وہ ایک مسلم معاشرے کی تعمیر و تشکیل میں مدد دے۔ اِس عظیم کائنات کے بارے میں اور اس کائنات میں انسانی وجود کے متعلق اسلام جو تصور رکھتا ہے، اور اِس تصور کے نتیجے میں انسان کے ضمیر میں جو تقویٰ، اُس کے شعور میں جو پاکیزگی، اُس کی اعلیٰ اقدار کے اندر جو عظمت، اُس کے اخلاق کے اندر جو بلندی اور اُس کے طرز عمل میں جو استقامت پیدا ہو جاتی ہے، یہ سب چیزیں اِس شریعت مطہرہ سے مل کر ایک اکائی بن جاتی ہیں۔ اِس طرح اِس کائنات کے بارے میں سنت الٰہی کی مختلف قسموں کے درمیان مکمل توافق اور ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے، خواہ وہ سنت الٰہی اُن امور پر مشتمل ہو جنہیں ہم قوانینِ قدرت کہتے ہیں یا اُن امور پر مشتمل ہو جنہیں ایمانی اقدار سے تعبیر کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ سب چیزیں اس کائنات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے کلی قوانین و سنن کا ایک جزو اور حصہ ہیں۔

انسان بحیثیت ایک کائناتی قوت، اُس کا عمل و ارادہ، اُس کا ایمان اور نیکی اور اُس کی عبادت اور سرگرمیاں سب کی سب ایسی قوتیں ہیں جو اِس کائنات میں مثبت اثرات کی حامل ہیں۔ یہ قوتیں اِس سنت الٰہی سے مربوط ہیں جس کے مطابق یہ کائنات چل رہی ہے۔ یہ سب قوتیں باہم مل کر کام کرتی ہیں اور جب یہ صحیح طریقہ پر جمع ہو جاتی ہیں اور اُن کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے تو اپنے کامل برگ و بار سامنے لے آتی ہیں لیکن جب اُن قوتوں کے درمیان افتراق واقع ہو جائے تو اِس کے فاسد نتائج ظاہر ہوتے ہیں، زندگی کا پورا نظام بگڑ جاتا ہے اور انسانیت بدبختی اور ہلاکت سے دوچار ہوتی ہے۔

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ (الانفال:53)

"اللہ کسی نعمت کو جو اُس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرز عمل کو نہیں بدل دیتی"۔

غرض انسان کے عمل و شعور اور عالمگیر سنت الٰہی کے مطابق وقوع پذیر ہونے والے تمام واقعات و حوادث کے درمیان ایک گہرا ربط ہے۔ جو شخص بھی اِس ربط کو ختم کرنا چاہتا ہے، اِس ہم آہنگی کو درہم برہم کرتا ہے اور انسانیت اور عالمگیر سنت الٰہی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے، وہ انسانیت کا بدترین دشمن ہے اور وہ دراصل اُسے نورِ ہدایت کی طرف آنے سے روکتا ہے۔ انسانیت کا یہ فرض ہے کہ وہ اُس کا پیچھا کرے اور اُسے اِس راہ سے ہٹا کر پرے پھینک دے جس میں وہ حائل ہے اور یہ وہ راہ ہے جو رب کریم تک پہنچاتی ہے۔

تو ایک عرصہ تک قرآن کے سائے میں جی کر............!

یہ چند نقوش تھے جو میرے دل میں نقش ہوئے، چند خطوط تھے جو لوح دماغ پر ابھرے۔ میں نے اُنہیں صفحۂ قرطاس پر محض اِس لئے منتقل کر دیا ہے کہ شاید ان سے کسی کا بھلا ہو، کسی کو ہدایت ملے اور حقیقت یہ ہے کہ ہم کر ہی کیا سکتے ہیں، اگر اللہ نہ چاہے! (انتخاب: انجینئر نوید احمد)

مغربی تہذیب مادی ایجادات کے میدان میں جس قدر بلند مقام تک جا پہنچی ہے، انسانی قدروں کے لحاظ سے اسی قدر پستیوں میں جا گری ہے، جسے دیکھ کر مغربی دنیا کے اہل دانش چیخ اٹھے ہیں، لیکن یہ بدنصیب اسلامی نظام زندگی کی طرف نہیں لوٹتے

بوسنیا میں اسلامی تہذیب کا ماضی و حال

سید قاسم محمود

تقریباً چار صدیوں تک عثمانیوں نے یوگوسلاویہ (سابقہ) علاقوں پر حکومت کی۔ اس دور میں تہذیب و تمدّن میں جو رونق پیدا ہوئی، اُس کی ایک جھلک علمی اور ثقافتی تحریک سے مل سکتی ہے۔ یہاں پر ہم دو اہلِ علم حضرات کی تحقیقات کے نتائج درج کرتے ہیں۔ یہ غانم سلطان اور یوسف محمد الغانم ہیں۔ انہوں نے 1970ء میں یوگوسلاویہ کا دورہ کیا اور بڑی مدت وہاں مقیم رہے اور تعلیم یافتہ لوگوں اور عوام سے مل کر انہوں نے اِن علاقوں میں اسلامی عہد کی باقی ماندہ یادگاروں سے متعلق معلومات جمع کیں، جن کو ''المسلمون فی یوغوسلافیا'' کے عنوان سے کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ اِس کتاب کی تلخیص اُردو میں مولانا خلیل احمد حامدی نے کی۔ اِس تلخیص کا ایک متعلقہ اقتباس یہاں پیش کیا جارہا ہے:

''سابق یوگوسلاویہ عربی، ترکی اور فارسی مخطوطات کے لحاظ سے پورے یورپ میں ثروت مندترین ملک سمجھا جاتا ہے۔ مخطوطات اور مطبوعہ کتابوں کی لائبریریاں اور علم وادب کے گہوارے اور تاریخی دستاویزات کے خزانے یوگوسلاویہ کے تمام بڑے بڑے شہروں میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سراجیو میں غازی خسرو بک کی لائبریری، غازی خسرو بک درس گاہ، پبلک لائبریری اور خزینۂ دستاویزات ملتے ہیں۔ سکوپیا (مقدونیہ کا دارالحکومت) میں اعلیٰ درجے کا ہسٹاریکل انسٹی ٹیوٹ قائم ہے جو اس وقت اکادمی آف سائنسز و آرٹس کے تحت ہے۔ اس میں اسلام اور مشرقی لٹریچر کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ بلغراد میں یونیورسٹی لائبریری اور خزینۂ دستاویزات (آرکائیوز) میں مسلم ورثے کا اہم ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ موستار شہر (جو ہرزیگووینا کا صدر مقام ہے) میں بھی خزینۂ دستاویزات موجود ہے۔ بریزرن میں محکمۂ اوقاف کے لائبریری بھی تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

یوگوسلاویہ میں لائبریری کے قیام اور علمی اداروں کی تاسیس کا دَور پندرھویں صدی ہے۔ علی الخصوص جنوب مشرق کے علاقوں سربیا اور مقدونیہ میں تو اس دور میں علم وفن کی بڑی چہل پہل تھی۔ قدیم ترین مکتبہ بیتولا شہر میں پایا جاتا ہے۔ دوسرا قدیم مکتبہ سکوپیا میں ہے جو 1443ء میں قائم ہوا۔ الغرض پندرھویں اور سولہویں صدی میں متعدد اسلامی مکتبے قائم ہوئے جو محکمۂ اوقاف کے زیرِ انتظام تھے۔ علاوہ ازیں ہر بڑے شہر میں اہلِ علم کے ذاتی مکتبے بھی لاتعداد تھے۔ سولہویں تا اٹھارویں صدی میں علوم وفنون کی ترقی کا یہ حال تھا کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں اعلیٰ پائے کی درس گاہیں اور علمی مراکز وجود میں آ گئے تھے۔ ان میں سرکاری بھی تھے اور پرائیویٹ بھی، اور کوئی بستی ایسی نہ تھی

> بوسنیا میں علمی تحریک کے عروج کی ایک نشانی یہ ہے کہ سراجیوو کی دو سڑکوں کے نام جلد سازوں سے منسوب ہیں۔ ایک سڑک کا نام ہے ''چھوٹے جلد ساز'' اور دوسری کا نام ہے ''بڑے جلد ساز''

جس میں اسلامی علوم اور مشرقی فنون کا عمیق النظر عالم نہ ہو، مثلاً یہ شہر اور قصبے تو شہرتِ خاص کے حامل تھے: آق حصار، اہلوتہ، جانیچہ، بوجنل، نووسنیہ، استولیجہ، تشنہ۔

علماء وفضلاء تلاشِ علم اور تلاشِ کتب کی خاطر دنیائے اسلام کے مشہور شہروں میں جاتے تھے، مثلاً استنبول، قاہرہ، دمشق، بغداد، مکہ اور مدینہ منورہ، بلکہ مشرق بعید اور شمالی افریقہ تک بوسنوی علماء علم ومعرفت کی جستجو میں نکلتے رہے۔ لٹریچر کی زبردست تحریک برپا ہوگئی اور دینی علوم سے دلچسپی فراواں ہوگئی۔ لوگ اپنے ہاتھ سے کتابوں کے قلمی نسخے تیار کرتے۔ آج اُن مخطوطات کو دیکھیں تو وہ اس قدر خوشخط اور نفیس ہیں کہ مخطوطے کی بجائے مطبوعہ کتاب کا گمان ہوتا ہے۔ اس علمی تحریک کے عروج کی ایک نشانی یہ ہے کہ سراجیوو کی دو سڑکوں کے نام جلد سازوں سے منسوب ہیں۔ ایک سڑک کا نام ہے ''چھوٹے جلد ساز'' اور دوسری کا نام ہے ''بڑے جلد ساز''۔ دراصل اِن دونوں بازاروں میں صرف کتابوں کی جلد سازی کا کام ہوتا تھا۔

بوسنیا کی یہ لائبریریاں تاریخ میں کئی بار تباہی و بربادی کا نشانہ بنیں۔ ویانا کی جنگ (1683ء-1699ء) میں آسٹریا کے فرماں روا پرنس اوگن ساوو بی نے بوسنیا پر لشکر کشی کی اور 1697ء میں بوسنیا کے متعدد شہر بھسم کر ڈالے۔ اس وقت بھی اسلامی لائبریریاں نذرِ آتش کی گئیں۔ بہت ساری دوسرے علاقوں اور ملکوں میں لوٹ کھسوٹ کر کے پہنچا دی گئیں۔ مثلاً ویانا (آسٹریا) کی بڑی لائبریری میں سراجیوو کی ''خسرو بک لائبریری'' کے وہ مخطوطے موجود ہیں جو 1633ء میں لکھے گئے تھے۔ اسی طرح چیکوسلواک کی براتسلاوا یونیورسٹی میں بوسنیا کے ایک دانشور، ادیب اور ماہر شرقیات ڈاکٹر صفوت بیگ (وفات 1943ء) کی مکمل ذاتی لائبریری ہے جس میں صرف بوسنیا ہرزیگووینا کے علماء اور ادباء کی تصانیف موجود ہیں۔ یہ پوری لائبریری یوگوسلاویہ سے براتسلاوا یونیورسٹی منتقل کی گئی تھی۔

سولہویں صدی عیسوی کی دو اہم لائبریریاں فوجا شہر میں، جو دریائے ورینا کے کنارے پر واقع ہے، موجود ہیں۔ ایک لائبریری مدرسہ حسن ناظر جو 1550ء میں قائم کی گئی تھی۔ دوسری مشتاق بیگ لائبریری، جس کی تاسیس 1575ء میں ہوئی۔ سترہویں صدی کے اوائل میں بھی اس شہر میں ایک تیسری لائبریری، جو پہلی دونوں سے وسیع تر ہے، قائم کی گئی۔ یہ لائبریریاں وہاں کی ایک علمی شخصیت عثمان آفندی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔

موستار شہر میں قرہ کوز بک لائبریری بڑی مشہور ہے۔ اسے محمد بیگ نے، جو قرہ کوز کے نام سے معروف ہیں، 1570ء میں (جب ہندوستان میں اکبر بادشاہ کی حکومت تھی) قائم کیا تھا۔ اس شہر کی دوسری لائبریریاں یہ ہیں:

☆ لائبریری درویش پاشا
☆ لائبریری مصطفیٰ ایوب زادہ
☆ لائبریری ابراہیم آفندی
☆ لائبریری علی پاشا

دریائے نرفوا کے کنارے بوجنل شہر میں بھی ایک بڑی لائبریری موجود ہے۔ اسے مذکورہ ابراہیم آفندی

موستاری نے ہی سترہویں صدی کے وسط میں قائم کیا تھا۔ موصوف اس وقت احمد پاشا وزیر کے سیکرٹری تھے۔ اِس لائبریری میں بڑے نوادرات اور مخطوطات محفوظ ہیں۔

1704ء میں حاجی ابراہیم پاشا نے شہر تراونک میں اپنے مدرسے کے ساتھ ایک لائبریری بھی قائم کی تھی جس سے اہلِ علم ہر دور میں استفادہ کرتے رہے۔

اٹھارویں صدی ہی میں گراجانیگا میں (جو شمالی بوسنیا کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے) دو لائبریریاں قائم کی گئیں۔ جامع احمد پاشا لائبریری اور خلیق آفندی لائبریری۔ الحاج خلیل آفندی بلغراد میں تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور بلغراد شرعی عدالت کے رجسٹرار بھی رہے ہیں۔

1716ء میں حاجی اسماعیل آغا بن حسین نے جو اس لیے مصری کے لقب سے مشہور ہیں کہ طویل عرصے تک مصر میں مقیم رہے ہیں، سراجیو میں ایک مدرسہ اور اس کے ساتھ ایک لائبریری قائم کی۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں عبدالکریم سلیم نے بھی سراجیو میں مدرسہ اور لائبریری کی داغ بیل ڈالی۔ اٹھارویں صدی کے نصف آخر میں سراجیوو میں دو عظیم الشان پبلک لائبریریاں قائم کی گئیں۔ ایک ''شہدی آفندی لائبریری'' جس کی تاسیس 1759ء میں عثمان شہدی آفندی آق نے کی اور دوسری قطمیری لائبریری، جس کا بانی سراجیوو کی شرعی عدالت کا رجسٹرار تھا۔ یہ لائبریری نہایت قیمتی اور نادر کتابوں کا خزانہ تھی۔

یہ چند لائبریریاں اور کتابوں کے مخزن ہم نے مثال کے طور پر بیان کیے ہیں، ورنہ اِس چھوٹے سے ملک کا ہر قصبہ لائبریریوں اور درس گاہوں سے باغ و بہار بنا ہوا تھا۔

سراجیوو کی خسرو بک لائبریری پورے یورپ میں کئی لحاظ سے شہرت کی حامل ہے اور اب یہ مشرقی و اسلامی مخطوطات کا گراں ترین مخزن سمجھی جاتی ہے۔ یہ لائبریری 1537ء میں غازی خسرو بک نے قائم کی تھی۔ اس لائبریری سے متصل سراجیوو کی سب سے بڑی ''مسجد جامع خسرو بک'' واقع ہے۔ غازی خسرو بک بوسنیا کا ایک مشہور حکمران گزرا ہے۔ اس کی والدہ سلجوقہ سلطان بایزید دوم کی بیٹی تھی، اس لیے غازی سلطنتِ عثمانیہ کا رکن رکین سمجھا جاتا تھا۔ اُس نے سراجیوو میں بہت سے رفاہی، علمی اور ثقافتی ادارے قائم کیے۔

خسرو بک لائبریری کی اہمیت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس میں محکمہ اوقاف کے تمام قدیم مکتبے ضم کر دیے گئے۔ بہت سی ایسی لائبریریاں بھی اس میں اضافہ کی گئی ہیں جو انفرادی طور پر لوگوں نے وقف کی تھیں۔ خسرو بک لائبریری میں نو ہزار مخطوطات ہیں۔ 84 ایسے رجسٹر موجود ہیں جن میں سراجیوو کی شرعی عدالت کا پورا ریکارڈ درج ہے۔ یہ بڑا تاریخی ریکارڈ ہے اور تین (سولھویں، سترہویں اور اٹھارویں) صدیوں کے حالات و واقعات کا خزانہ ہے۔ آمدن و خرچ کے حسابات کے بھی کئی رجسٹر موجود ہیں۔ چار سو کے قریب وقف نامے اور تین ہزار پانچ سو تاریخی دستاویزات ہیں جو سولھویں تا انیسویں صدی کے زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ دس ہزار کے قریب مطبوعہ کتابیں ہیں جو مختلف مشرقی اور یورپی زبانوں میں ہیں۔ ماہانہ اور ہفت روزہ مجلات اور روزنامہ اخبارات کا بھی وسیع ذخیرہ موجود ہے جو بوسنیا کے ماضی کا حال بتاتا ہے۔

خسرو بک لائبریری میں اکثر و بیشتر کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ دوسرے نمبر پر ترکی زبان، اور پھر فارسی زبان میں۔ عربی زبان کے غلبے کی وجہ یہ ہے کہ بوسنیا کی درس گاہوں میں قرآن کی زبان لازمی طور پر پڑھائی جاتی تھی۔ مذکورہ تینوں زبانوں کے چند ایسے مخطوطات بھی ہیں جو دنیا میں کسی اور جگہ نہیں ہیں۔ خود بوسنیا کی تاریخ پر بکثرت مخطوطے اور یوگوسلاویہ کی سرزمین میں اسلام کے ورود کے تمام مراحل پر کافی کتابیں ملیں گی۔

بوسنیا مشرف بہ اسلام ہوا تو وہاں کی تہذیب میں بڑی تبدیلی آ گئی۔ رہن سہن کے طور طریقے بدل گئے۔ مکانات کا طرزِ تعمیر، لباس کے انداز، لین دین اور کاروبار کے اصول، صفائی اور طہارت کا ذوق، علم و ادب کا شوق، اخوت و محبت کا پرچار، غرض ہر پہلو پر اسلام کی چھاپ لگ گئی۔ لائبریریوں اور درس گاہوں کی بہتات ہو گئی۔ علمی و دینی ماحول کا نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے علماء و فضلا اُٹھے اور اُنھوں نے اسلامی تہذیب اور طرزِ حیات نہ صرف بوسنیا ہرزیگووینا، بلکہ یورپ کی تمام بلقانی ریاستوں میں فروغ دینا شروع کر دیا۔

لائبریریوں اور درس گاہوں کی کثرت ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس خطے کا مسلمان ہمارے برصغیر کا سا نیم خواندہ مسلمان نہیں تھا، جسے بسا اوقات وضو کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ وہاں کا مسلمان عبادات و معاملات میں سچا اور پختہ مسلمان ہے، کیونکہ لائبریریاں اُس کی مسلمانی کو ذہنی طور پر بھی استقامت دیتی رہی ہیں...... لیکن 1990ء کے بعد سربوں نے اُن مسلمانوں پر جو قیامت ڈھائی ہے، جس میں تین لاکھ مسلمان شہید ہوئے اور یہ مذکورہ لائبریریاں اُن کی گولہ باری سے خاک کا تودہ بن گئیں۔ خصوصاً بوسنیا کی مشہور ترین لائبریری کے انہدام کا انتہائی دکھ ہے۔ اُس کے انہدام کی المناک داستان تو آگے چل کر اپنے مقام پر بیان ہو گی، یہاں اُس کے بانی مبانی کا یاد آ جانا قدرتی امر ہے۔

خسرو بک کا لقب غازی ہے۔ یہ نصوح بیگ کا بیٹا تھا جو بوسنیا کا حاکم رہا اور اس کے بعد البانیہ کا والی بھی رہا۔ نصوح بیگ کی شادی سلطان بایزید دوم کی بیٹی سے ہوئی (1479ء)۔ اس لیے بعض اوقات خسرو بک کو سلطان زادہ بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی ذہانت کی بدولت خسرو بک کم عمری ہی میں 1518ء میں بوسنیا کا والی مقرر ہوا، پھر 1521ء میں اسی حیثیت سے اس کا تبادلہ البانیہ اور بعد ازاں سربیا میں ہوا۔ 1525ء میں خسرو بک بوسنیا واپس آ گیا۔ اُس کی سکونت سراجیوو میں تھی، جہاں اُس نے 1542ء میں وفات پائی اور اسی مسجد کے پہلو میں دفن ہوا جو اُس نے 1530ء میں بنوائی تھی۔

غازی خسرو بک ایک جواں ہمت اور پارسا انسان تھا۔ ترکی کے سرحدی علاقوں، خصوصاً بوسنیا میں اپنی فتوحات کی بنا پر شہرت حاصل کی۔ اس کے علاوہ اُس نے اپنے چھاپہ مار دستوں کی مدد سے ہنگری کا علاقہ بھی تاخت و تاراج کیا۔ ترکی کے نامور مؤرخ اور سیاح اولیا چلپی کا بیان ہے کہ اُس نے 170 قلعے فتح کیے۔ فتوحات سے زیادہ اُس کی شہرت اُس کے قائم کردہ اوقاف کی وجہ سے ہے، جن کی تعداد 300 ہے۔

دوسری جنگِ عظیم کے بعد مارشل ٹیٹو کی حکومت نے یہ اوقاف ضبط کر لیے تھے۔ اُس مسجد کے علاوہ جو اُس نے 1530ء میں بنوائی تھی، اور جو اُس کے نام سے موسوم ہے، اُس کے مقابل اُس نے ایک مدرسہ بھی تعمیر کرایا۔ نیز مردانہ اور زنانہ حمام اور ایک بیزستان (مہمان سرائے) بھی تعمیر کرائی جس کے ساتھ نوے مسقف دکانیں تھیں اور ساٹھ مسقف گودام تھے۔ اُس نے اپنی عمارات اور لنگر خانوں کو برقرار رکھنے کے لیے بہت سرمایہ چھوڑا تھا۔ خسرو بک نے بوسنیا میں اپنی ایک مستقل یادگار لوگوں کے دلوں میں قائم کر دی جو ہر وقت اُس کے شکر گزار رہتے اور اُسے کبھی فراموش نہیں کرتے۔ ہر جگہ ایک ولی اللہ اور محسن کی حیثیت سے اُس کی توقیر و تعظیم ہوتی ہے۔ (جاری ہے)

مظلوم مسلمانوں اور ظالم قادیانیوں کے اصل حقائق

مولانا اللہ یار ارشد

2008ء کا سورج طلوع ہوتے ہی قادیانی جماعت نے صد سالہ خلافت جوبلی منانے کا اعلان کر دیا۔ پورے ملک میں جہاں بھی قادیانی موجود تھے، ان کو جماعت کی طرف سے جشن منانے کی ہدایت کر دی گئی۔ چونکہ چناب نگر پاکستان میں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے اور یہاں تقریباً ساٹھ ہزار کے قریب قادیانی آباد ہیں، لہٰذا یہاں پر جشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ ہر قادیانی مرد و زن بچے اور جوان کو حکم دیا گیا کہ وہ نئے لباس کے پانچ رنگ برنگے جوڑے، پانچ جوڑے جوتے، پانچ عدد دوپٹے اور ٹوپیاں رنگ برنگی اور خصوصی پگڑیاں سلوائے اور بنوائے۔ اس موقع پر قادیانی پریس "ضیاء الاسلام" سے خصوصی طور پر قرآن مجید کی آیات اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں والی ٹوپیاں، جھنڈیاں، بیج اور خصوصاً محلوں کے نام پر اور "جشن صد سالہ گولڈن جوبلی مبارک باد" کے نام پر رنگ برنگی ٹی شرٹس تیار کی گئیں۔ قادیانی جماعت کے نوجوانوں کی غیر رجسٹرڈ تنظیم "مجلس خدام الاحمدیہ" اور خواتین کی تنظیم کو مختلف تقریبات محلہ جات کی سطح پر منعقد کروانے کے ٹارگٹ دیئے گئے۔ 26، 27، 28 مئی بروز سوموار، منگل، بدھ کو جشن منانے کے پروگرام دیئے گئے۔

قادیانیوں کے جشن منانے کے اعلان کے ساتھ ہی مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا، کیونکہ جشن کا اعلان "امتناع قادیانیت آرڈیننس" اور آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی اور بغاوت تھی۔ چونکہ قادیانی جماعت "نبوت محمدیؐ" کے خلاف ایک بغاوت، اسلام کے خلاف ایک متوازی نیا مذہب اور اسلامی ٹائٹل لگا کر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا باطل عقیدہ اپنانے کے لیے محنت کر رہی ہے اور اس عقیدے کو ہضم کرنے کے لیے زہر کی گولیوں پر چاشنی لگا کر سادہ لوح مسلمانوں کو نگلوانے کے لیے سازش میں مصروف عمل ہے، لہٰذا عشق مصطفی ﷺ کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان اپنے نبی برحق حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور خلفائے راشدین کی خلافت کی حفاظت کے لیے جان کی بازی لگانے کے لیے بھی تیار رہیں۔

قادیانی مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن و حدیث سے لے کر فقہ اور اجماع امت تک نے ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ قادیانی لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک، پاکستان کے صحراؤں سے لے کر پارلیمنٹ تک، انڈونیشیا سے لے کر افریقہ کے جنگلوں تک ہر میدان میں شکست فاش کھا کر ناکامی کا منہ دیکھ چکے ہیں، اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا حصہ ثابت کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ قادیانی لوگ مرزا غلام قادیانی اور اس کے "جعلی خلیفوں" کو نہ ماننے والوں کو مرتد اور کافر اور اپنے آپ کو حقیقی مسلمان قرار دیتے ہیں، جس سے اربوں مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ وہ مرزا غلام قادیانی کو انسانیت کا نجات دہندہ اور اس کے "نائبین" کو اسلام کا اصل داعی قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے بڑے سے بڑا گناہ گار مسلمان بھی قادیانیوں سے نفرت کرتا ہے کیونکہ مسلمان اعمال کے لحاظ سے جتنا بھی غافل ہو لیکن محمد ﷺ کی ختم نبوت پر وہ پختہ ایمان اور یقین رکھتا ہے اور اپنے اس ایمان کے لیے مرنا "شہادت" سمجھتا ہے۔ قادیانی جماعت اسلامی ٹائٹل اور اسلامی اصطلاحات کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور ان سے عشق رسول ﷺ چھیننے کے درپے ہے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ مسلمانوں کی قادیانیوں سے "جنگ" اعمال میں نہیں ایمان کی حفاظت کے لیے ہے۔ قادیانی جماعت نے خدا، رسول، نبی، خلفاء، بہشت، دوزخ، اور اپنی عبادات مسلمانوں سے الگ بنالی ہیں، حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ کو چھوڑ کر قادیان اور ربوہ کو محور نجات قرار دے دیا ہے۔ مسلمانوں کو مرتد، کافر، بے ایمان اور گمراہ کہنا قادیانیوں کا مذہب ہے اور یہی مرزا غلام احمد کی تعلیمات ہیں، تو پھر مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر کے وہ کون سے اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرنے والے قادیانیوں پر دہشت گردی کے تحت مقدمات درج کر کے ان کو گرفتار کیا جائے

بہر حال جب قادیانیوں نے جشن صد سالہ تقریبات کا اعلان کیا تو یہ مسلمانوں کے دل پر پتھر بن کر گرا۔ مسلمانوں نے اس غیر آئینی اور غیر قانونی جشن کو رکوانے کے لیے جدوجہد شروع کر دی۔ کیونکہ تعزیرات پاکستان میں بھی اس قسم کی جشن منانے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ چنیوٹ اور چناب نگر کے علماء نے SHO چناب نگر سے لے کر DPO جھنگ اور چیف سیکرٹری پنجاب تک سے رابطے کیے۔ ہر افسر نے علماء کو یقین دلایا کہ وہ قادیانیوں کو اس قسم کی غیر آئینی اور غیر قانونی حرکت نہیں کرنے دیں گے۔ 26، 27 مئی کو ضلع بھر کی پولیس اور ضلع سرگودھا اور جھنگ کی ٹریفک پولیس نے جگہ جگہ ناکے لگا کر قادیانیوں کو اس غیر قانونی حرکت سے باز رکھا۔ شہر میں قانون کی مکمل عمل داری ہوئی۔ عام دنوں کی طرح یہ دن بھی کنٹرول میں رہے لیکن 28 مئی کا سورج غروب ہوتے ہی چناب نگر شہر میں ہر طرف سے قادیانی جماعت کی نعرہ بازی، ذوالفقار علی بھٹو کو گالیاں، ہوائی فائرنگ، آتش بازی، جلسے، ریلیاں اور چراغاں وغیرہ کسی نادیدہ قوت کے اشارے پر شروع ہو گئے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ شہر میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ جنگلی بھیڑیا راج کر رہا ہے۔ چناب نگر میں آباد علمائے کرام نے قانون کے محافظوں سے رابطے کیے لیکن قانون بے بس نظر آیا۔ اُلٹا مسلمانوں اور علمائے کرام کو صبر و تحمل، برداشت کے درس اور دھمکیاں دی گئیں۔ DPO صاحب دن بھر جھنگ سے مسلسل ٹیلی فون پر علمائے کرام سے رابطے میں رہے اور شہر کی صورتحال کے متعلق آگاہی لیتے رہے اور رات بارہ بجے چناب نگر تشریف لائے۔ ان کے آنے سے پہلے قادیانیوں نے شہر سے جشن کے تمام نشانات مٹا دیئے۔ اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ یہاں کچھ ہوا ہی نہیں۔ مقامی ڈی ایس پی سعید اختر تتلا نے بڑے احسن طریقہ سے اپنے دفتر میں ڈی پی او جھنگ کو "سب اچھا ہے" کی رپورٹ دے کر مطمئن کر دیا اور ڈی پی او صاحب جو ایک زیرک آفیسر اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہیں، یک طرفہ موقف سننے کے بعد چناب نگر سے چلے گئے۔ جن

مسلمان علماء نے ان سے رابطہ کیا تھا، ان کا موقف سننا بھی گوارا نہ کیا۔

29 مئی کو علماء کرام کے وفد نے ڈی پی او صاحب سے ان کے دفتر جھنگ میں ملاقات کی اور تمام حالات واقعات اور قادیانیوں کی غیر آئینی، غیر قانونی سرگرمیوں اور جشن منانے سے آگاہ کیا۔ علماء کی اس ملاقات سے پہلے حکومتی خفیہ ایجنسیاں اپنی رپورٹوں میں اصل حقائق افسران بالا کے علم میں لا چکی تھیں۔ ڈی پی او صاحب نے علماء کرام کے موقف کو درست تسلیم کیا اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی یقین دہانی کرائی لیکن اس وعدے پر عمل نہیں ہوا۔ چند دن ڈی پی او صاحب کے وعدے کا انتظار کرنے کے بعد علاقے کے مسلمانوں نے اکٹھے ہو کر چنیوٹ اور چناب نگر کی مساجد میں 6 جون کو جمعہ پڑھنے اور بعد از جمعہ احتجاج کا اعلان کیا۔ چناب نگر میں جمعہ تاریخی مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر والی میں پڑھا گیا، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ مقامی انتظامیہ نے اس دوران علماء کرام کو مذاکرات کی دعوت دی تو علماء کرام نے ڈی ایس پی چناب نگر سعید اختر تتلا سے مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو بُرائی کی اصل جڑ قرار دیا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے قراردادوں کے ذریعے دو مطالبات پیش کیے۔

1۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرنے والے قادیانیوں پر دہشت گردی کے تحت مقدمات درج کر کے ان کو گرفتار کیا جائے۔

2۔ قادیانی نواز ڈی ایس پی سعید اختر تتلا کو معطل کر کے فوراً تبدیل کیا جائے۔

ڈی پی او جھنگ علماء کرام سے مذاکرات کرنے کے لیے چناب نگر آئے۔ ڈی پی او نے علماء کرام سے کہا کہ اس واقعہ کی انکوائری کروائی جائے گی اور ایڈیشنل ایس پی جھنگ محبوب رشید کو انکوائری آفیسر مقرر کیا۔ آگے میرے ہم وطن جانتے ہیں کہ انکوائری کا کیا مقصد ہوتا ہے یعنی کیس کو کھڈے لائن لگوا دیا جاتا ہے۔

قادیانیوں نے 37 سال بعد اتنی بڑی جرأت کی ہے۔ اب ذمہ داری علماء کرام اور مسلمانوں پر آ گئی ہے کہ آیا وہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کو ہضم کر جاتے ہیں یا پھر غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اُن کے ناپاک عزائم کو ناکام بناتے ہیں۔ ساری دنیا میں مظلومیت کا رونا رو کر یورپی ممالک، برطانیہ، کینیڈا اور امریکہ میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والوں کی مظلومیت 28 مئی کو کھل کر سامنے آ گئی۔ اب مسلمانوں پر لازم ہے کہ قادیانیوں کی غنڈہ گردی، قانون شکنی اور دہشت گردی کے خلاف آواز بلند کریں۔

مستقبل کی ایک دھندلی تصویر؟

محمد نذیر یٰسین

''سچ پوچھیے تو پتہ ہی نہیں چل رہا کہ ہمارے ملک میں کون کس سے لڑ رہا ہے؟ ایسے نظر آ رہا ہے جیسے ہر کوئی ہر کسی سے لڑ رہا ہے اور ہم سب کو پیسہ اور شہ امریکی دے رہے ہیں۔ ججوں کو برطرف کرنے والوں کے سرپرست بھی امریکی ہیں اور بحالی کی تحریک چلانے والوں کو بھی امریکی ہی گلے لگا رہے ہیں۔ قبائلی علاقوں میں فوجی کارروائی کے حامی بھی امریکی ہیں اور مزاحمت کرنے والوں کو پیسہ اور اسلحہ بھی امریکہ سے ہی مل رہا ہے۔ پرویز مشرف کے حامی بھی امریکی ہیں اور آصف زرداری کے مددگار بھی امریکی ہیں۔ نواز شریف کو عربی ذرائع سے حمایت پہنچانے والے بھی امریکی ہیں اور ان کے مخالفین کو طاقت مہیا کرنے والے بھی امریکی ہیں۔ اے این پی کے تعلقات بھی امریکہ سے اچھے ہیں اور ایم کیو ایم بھی اس سے دُور نہیں۔ نواز شریف، الطاف حسین اور اسفند یار ولی میں سہ پہلو کشیدگی بھی ہے اور یہ تینوں کسی نہ کسی حوالے سے امریکا کے ساتھ تعلق بھی رکھتے ہیں۔ اگر ان ساری حقیقتوں کو یکجا کر کے دیکھیں تو کیا نقشہ سامنے آتا ہے؟ اپنے اپنے تصور کے مطابق اس میں رنگ بھر کر آنے والے وقت کی تصویر بنا کر دیکھ لیں اور غور کریں کہ یہ تصویر کیسی ہو گی؟''

درج بالا اقتباس نذیر ناجی کے کالم کا ہے جو 2 جولائی 2008ء کو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا۔ اس میں نہ صرف پاکستان کی موجودہ سیاسی حالت زار کی خوب تصویر کشی کی گئی ہے بلکہ پاکستان کے غیر یقینی مستقبل کی ایک دھندلی تصویر بھی پیش کی گئی ہے۔ اس غیر یقینی کی بڑی وجہ جو ناجی صاحب کے کالم سے مترشح ہوتی ہے، وہ ہے دو عملی، یعنی ایک طرف ہمارے سیاسی طبقہ کی دو رُخی پالیسیاں ہیں اور دوسری طرف ہمارے ملک میں امریکا کا دوہرا کردار۔ مثل مشہور ہے کہ دو کشتیوں کا سوار بالآخر ڈوب کر رہتا ہے۔ لگتا ہے کہ ہمارے حکمران طبقات اور امریکا کی دو رُخی بالآخر دونوں ہی فریقوں کو لے ڈوبے گی۔

دو رُخی، دو عملی اور دوغلے پن کے لئے عربی میں ''نفاق'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور ایسا عمل کرنے والے کو منافق کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں ''نافقۃ'' گوہ (ایک زمینی جانور) کے بل اور سرنگ کے لئے مستعمل ہے۔ اس بل یا سرنگ کے دو منہ یا راستے ہوتے ہیں جن کا مقصد خطرے کے وقت دونوں میں سے ایک راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ جس شخص کے دل میں نفاق کا روگ ہوتا ہے، وہ بھی اپنے آپشن ہمیشہ کھلے رکھتا ہے اور کسی بھی معاملہ میں یکسوئی اختیار کرنے سے باز رہتا ہے۔ اس حقیقت کو ہمارے اکثر دانشور بھی تسلیم کرتے ہیں کہ امریکی اپنے آپشنز ہمیشہ کھلے رکھتے ہیں اور کسی ایک فرد یا جماعت پر انحصار نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ امریکا کے لئے جو خدمات صدر مشرف کے ساتھ مل کر قبل ازیں ق لیگ انجام دے رہی تھی، وہی خدمت بجالانے کے لئے اب پیپلز پارٹی کمربستہ دکھائی دیتی ہے۔

اقتدار کا چونکہ اپنا ہی نشہ ہوتا ہے اور اس کا مزا چکھ لینے کے بعد اسے چھوڑنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے لہٰذا ہر صاحب اقتدار آتے ہی اپنی کرسی محفوظ کرنے کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ پاکستان میں حصول اقتدار کے تین بڑے ذرائع ہیں۔ اول انتخابی سیاست، دوم فوج اور سوم امریکا۔ تینوں میں سے ایک کے ذریعے اقتدار کے شیش محل تک پہنچنے والے کو طاقت کے باقی دونوں ذرائع پر بھی انحصار کرنا پڑتا ہے۔ پس ایک سیاستدان کو فوج اور امریکا کا تعاون درکار ہوتا ہے۔ ایک فوجی آمر کو عوامی حمایت کے حصول کے لئے انتخابات کا کھکھیڑ مول لینے کے علاوہ امریکا کا منظور نظر بھی بننا پڑتا ہے۔ جبکہ امریکا کو بھی پاکستان میں اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھنے کے لئے ہماری فوج اور جمہوری قوتوں کے ساتھ مضبوط اور خوشگوار تعلقات قائم رکھنے پڑتے ہیں۔

امریکا اور اہل مغرب کی شدید خواہش رہی ہے کہ پاکستانی فوج اور سیاستدانوں کا جھکاؤ ہمیشہ ان کی طرف رہے، چاہے اس کے لئے انہیں اپنے عوام کی ناراضی مول لینا پڑے یا اپنے دین و مذہب کو پس پشت ڈالنا پڑے۔ تاریخ پاکستان شاہد ہے کہ جس حکمران نے بھی اپنا جھکاؤ عملاً امریکا کی بجائے اپنی قوم یا اپنے مذہب کی طرف ظاہر کیا، امریکا نے اُسے اپنے راستے کا پتھر سمجھتے ہوئے ہٹانے کی کامیاب سازش کی۔ امریکی سازشوں کی کامیابی کا

راز صرف یہی ہے کہ وہ طاقت کے تمام سرچشموں کے ساتھ اپنے گہرے روابط قائم رکھتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر انہیں کام میں لے آتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے سیاستدانوں کا حال بھی یہی ہے کہ وہ حصول اقتدار یا دوام اقتدار کے لئے امریکا کو ہی مؤثر ترین وسیلہ سمجھتے ہیں۔ "ہم سب اُمید سے ہیں" کے مزاحیہ کرداروں کے مصداق وہ ہمہ وقت امریکیوں سے یہ توقع لگائے رکھتے ہیں کہ شاید اب کی بار انہیں امریکی آشیرباد حاصل ہو جائے۔ تاہم جب انہیں چانس ملتا ہے تو وہ اپنے مفادات، مصلحتوں اور مجبوریوں کی بناء پر امریکا کا حق نمک ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں جس کا نتیجہ انہیں منطقی طور امریکا کی بے وفائی کی صورت میں بھگتنا پڑتا ہے۔ ساٹھ سالوں سے جاری اس آنکھ مچولی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ امریکا کا ہمارے سیاستدانوں اور حکمرانوں سے اور پاکستانی قوم کا امریکا اور اپنے رہنماؤں پر سے اعتماد بالکل اٹھ چکا ہے۔ چونکہ امریکیوں کے پاس کوئی اور آپشن ہے اور نہ ہی پاکستانی قوم کے پاس، لہٰذا دونوں بے چاروں کو انہی کھوٹے سکوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

پاکستان میں حصول اقتدار کے تین بڑے ذرائع ہیں: اول انتخابی سیاست، دوم فوج اور سوم امریکا۔ تینوں میں سے کسی ایک ذریعے سے اقتدار کے شیش محل تک پہنچنے والے کو طاقت کے باقی دونوں ذرائع پر بھی انحصار کرنا پڑتا ہے

عرصہ دراز کے بعد اب ان دونوں (یعنی پاکستانی قوم اور امریکا) کو اُمید کی ایک کرن وکلا تحریک کی صورت میں نظر آنا شروع ہوئی ہے۔ پاکستانی قوم اسے اپنے بہتر مستقبل کی ایک علامت سمجھ رہی ہے تو دوسری طرف امریکی اس تحریک سے ایک روشن خیال اور سیکولر پاکستان کی آس لگائے بیٹھے ہیں۔ تاہم دینی عناصر کی اس تحریک میں شمولیت اُن کے لئے خطرے کی گھنٹی بجا چکی ہے کہ کہیں انقلاب ایران کی طرح دینی قوتیں اس تحریک کو ہائی جیک نہ کر لیں۔ حالیہ لانگ مارچ اگر کامیاب اور نتیجہ خیز ثابت ہو جاتا تو وکلا تحریک کا رُخ روشن خیالی اور سیکولرازم کی طرف مڑ جانے کا کافی حد تک امکان تھا کہ ایک کامیابی مستقبل کی کئی کامیابیوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔ تاہم امریکی اپنے دوہرے معیارات، دوغلی پالیسیوں اور پاکستانیوں کے متعلق پائی جانے والی بدگمانی و بے اعتمادی کے سبب اس لانگ مارچ کو نتیجہ خیز بنانے سے مجتنب رہے۔ ظاہر ہے وہ اُس لانگ مارچ کو کیونکر نتیجہ خیز بننے دے سکتے تھے جس کے شرکاء کی اکثریت علانیہ امریکا، اس کی پالیسیوں اور اس کے وفادار صدر مشرف سے نفرت کا اظہار کر رہی تھی۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب امریکیوں نے اس تحریک سے اپنا ہاتھ اُس وقت تک کھینچ لیا ہے جب تک کہ یہ اسلام پسند عناصر سے مناسب دُوری نہ اختیار کر لے۔ پاکستان کے زمینی حقائق کی روشنی میں عملاً ایسا ہو جانا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔ وکلا تحریک پر سے دست 'شفقت' اٹھا لینے کی امریکی پالیسی امریکیوں کے گلے کا پھندہ بھی ثابت ہو سکتی ہے کہ اب اس تحریک کا انحصار دینی قوتوں پر بڑھ جانے کا امکان پیدا ہو چکا ہے۔ مؤثر سٹریٹ پاور کی حامل دینی جماعتیں ہی اب وکلاء کی بہترین مددگار ثابت ہو سکتی ہیں جس کے نتیجہ میں اس تحریک پر مذہبی چھاپ بھی گہری ہو سکتی ہے۔ اگر دینی جماعتیں متحد ہو کر وکلا کے شانہ بشانہ کھڑی ہو جائیں تو وہ اس تحریک کا رُخ نفاذ اسلام کی طرف موڑنے میں بھی کامیاب ہو سکتی ہیں۔

آج اگر یہ کہا جا رہا ہے کہ پاکستان کے پاس آپشنز ختم ہو چکے ہیں اور اس کا گھیراؤ کیا جا چکا ہے تو یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے حوالے سے امریکیوں کے پاس بھی آپشنز ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ ق لیگ کے عبرت ناک انجام کے تناظر میں شاید ہی کوئی جماعت مستقبل میں امریکی پالیسیوں کی کھلم کھلا حمایت کی جرأت کر سکے۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت اگر امریکی ایجنڈا پر عمل پیرا ہوتی دکھائی دے رہی ہے تو یہ پارٹی کا نہیں بلکہ چند شخصیات کا فیصلہ ہے جس کا نتیجہ پیپلز پارٹی میں انتشار کے سوا کچھ نہیں نکلے گا اور جس کے واضح آثار نظر بھی آ رہے ہیں۔ نواز شریف امریکا کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتے اور انہیں وطن واپسی کی اجازت دینے کا مقصد کچھ قوتوں کو بلیک میل کرنا تو ہو سکتا ہے انہیں برسر اقتدار لانا نہیں۔

صدر پرویز مشرف، جنرل اشفاق پرویز کیانی، آصف علی زرداری، نواز شریف اور اعتزاز احسن کو موجودہ حالات میں پاکستانی پاور پالیٹکس کے پانچ بڑے کردار قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیا ان میں سے کوئی ایک بھی امریکا کی فرماں برداری میں آخری حد تک جانے پر آمادہ ہو سکتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ ان پانچ کرداروں میں سے جنرل کیانی کا کردار ہی مستقبل میں فیصلہ کن ہو گا۔ جنرل کیانی ایک سیکولر مزاج مگر اپنے پروفیشن سے لگاؤ رکھنے شخص کے طور پر مشہور ہیں۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ وہ اپنے پیشرو کے نقش قدم پر چلیں گے یا نہیں، تاہم اُن کے متعلق یہ خدشہ ضرور موجود ہے کہ کہیں انہیں پاکستان میں مصطفیٰ کمال اتاترک کی طرح ایک عریاں قسم کے سیکولر انقلاب کے لئے استعمال کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگر ایسی کوئی سازش تیار ہو رہی ہے تو ہم جلد ہی وکلا تحریک کو ایک سیکولر تحریک میں تبدیل ہوتا ہوا، سیکولر جماعتوں کو متحد ہوتا ہوا اور بنیاد پرست دینی جماعتوں کو کھڈے لائن لگا ہوا دیکھیں گے کہ اس مقصد کے لئے یہ چیزیں ازبس ضروری ہوں گی۔

پاکستان کو ایک سیکولر ریاست بنانے یا اس میں کامیابی حاصل نہ ہونے کی صورت میں اسے ایک ناکام ریاست بنانے کی مغربی سازشوں کو ناکام بنانے میں پاکستان کی دینی قوتیں ہی اہم ترین کردار ادا کر سکتی ہیں۔ مگر ہماری دینی جماعتوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ اتحاد اور یکسوئی سے محروم ہیں۔ کوئی بھی کارنامہ سرانجام دینے کے لئے یکسوئی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ جب تک ہماری دینی جماعتوں کی سوئی ادھر اُدھر کے ایشوز پر بھٹکنے کی بجائے نفاذ اسلام کے عظیم ترین مقصد پر نہیں اٹکے گی، پاکستان میں نفاذ اسلام کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اگر ہماری دینی جماعتیں متحد ہو کر نفاذ اسلام کے لئے ایک پرامن احتجاجی تحریک برپا کر لیں تو وہ ان شاء اللہ مستقبل کے پاکستان کی تصویر میں اسلام کا رنگ بھرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گی۔ ہے کوئی جو اس نکتہ پر غور کرے؟

ضرورت رشتہ

☆ بیٹی، عمر 26 سال، صوم صلوٰۃ کی پابند اور امور خانہ داری میں ماہر تعلیم بی۔ اے کے لئے کراچی میں رہائش پذیر اردو اسپیکنگ فیملی میں رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 021-6920581

☆ 37 سالہ عربی ٹیچر (فاضل وفاق المدارس) کو، جن کا اپنا کاروبار بھی ہے، پہلی بیوی سے اولاد نہ ہونے کے باعث عقدِ ثانی کے لیے خوش شکل، خوش اخلاق اور پختہ دین دار خاتون ترجیحاً بیوہ کا رشتہ درکار ہے، جو غلبہ و اقامتِ دین کے مشن میں معاون بن سکے۔ پہلی بیوی کی رضامندی حاصل کر لی گئی ہے۔

برائے رابطہ محمد اکرم سعید: 0333-6850533

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی سمن آباد لاہور کے رفیق محمد ظہیر الدین کی صاحبزادی شدید علیل ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی گلستان جوہر کراچی کے رفیق افتخار جمیل بیمار ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی اپیل ہے

تمیم نورستانی کا انجام

حامد میر

بہت سے امریکی یہ سوال پوچھتے ہیں کہ دنیا بھر میں ان کے خلاف نفرت میں روز بروز اضافہ کیوں ہو رہا ہے؟ کئی امریکی اسکالرز اس سوال کے جواب کی تلاش میں کئی کئی سو صفحات پر مشتمل کتابیں بھی تحریر کر چکے ہیں لیکن یہ سوال پچھلے کئی سال سے اپنی جگہ پر قائم ہے کیونکہ نفرت کم نہیں ہو رہی۔ تمیم نورستانی کا انجام اس سوال کا تازہ ترین جواب ہے۔

تمیم نورستانی افغانستان کے مشرقی صوبے نورستان کا رہنے والا ہے۔ 1979ء میں روسی فوجوں نے افغانستان پر یلغار کی تو تمیم نورستانی امریکا بھاگ گیا۔ اس نے وہیں تعلیم حاصل کی اور نیویارک کے علاقے بروکلین میں ایک ریسٹورنٹ بنا لیا۔ امریکا میں قیام کے دوران تمیم نورستانی کی حامد کرزئی سے ملاقات ہوئی۔ دسمبر 2001ء میں امریکا نے پرویز مشرف کی مدد سے افغانستان پر قبضہ کر لیا تو حامد کرزئی کو کابل کے صدارتی محل میں بٹھا دیا گیا۔ کرزئی نے تمیم نورستانی کو امریکا سے بلایا اور نورستان کا گورنر بنا دیا۔ نورستان ایک پسماندہ صوبہ تھا۔ ایک صدی پہلے اسے کافرستان کہا جاتا تھا لیکن امیر عبدالرحمان کے دور میں اسے نورستان کا نام دیا گیا۔ روسی تسلط کے دوران یہاں بڑی بڑی جنگیں ہوئیں جس کے باعث یہاں کوئی سڑک اور عمارت قائم نہ رہی۔ تمیم نورستانی نے اس تباہ حال صوبے میں تعمیر نو کے لیے خوب محنت کی۔ امریکی شہری ہونے کے باعث اس نے بہت سے مغربی امدادی اداروں کی توجہ حاصل کر لی اور 2006ء میں صرف اپنے صوبے میں بیس ہزار نئے مکانات بنانے کے ایک منصوبے کا آغاز کیا۔

4 جولائی 2008ء کو صبح نورستان کے ضلع ویگال میں امریکی طیاروں کی بمباری سے تیس بے گناہ مرد، عورتیں اور بچے مارے گئے۔ امریکی فوج کا موقف تھا کہ اس نے سرحد پار سے آئے ہوئے 'دہشت گردوں' پر بمباری کی لیکن تمیم نورستانی نے جائے وقوعہ کا جائزہ لینے اور لاشیں دیکھنے کے بعد علی الاعلان یہ کہا کہ امریکیوں نے 'دہشت گردوں' کو نہیں بلکہ معصوموں کو مارا ہے۔ امریکی فوج کو تمیم نورستانی کی یہ گستاخی پسند نہ آئی۔ لہٰذا انہوں نے صدر حامد کرزئی سے کہا کہ وہ اپنے امریکا سے درآمد شدہ دوست کو لگام دیں۔ حامد کرزئی نے تمیم نورستانی کو کابل سے فون کر کے خاموش رہنے کو کہا لیکن وہ پھٹ پڑا اور اس نے کہا کہ اگر امریکیوں نے افغانستان میں بے گناہوں کا قتل عام بند نہ کیا تو بہت جلد مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک سب پشتون، نورستانی، تاجک، ازبک، ہزارہ اور بلوچی امریکیوں کے خلاف کھڑے ہوں گے۔ یہ سننے کے بعد کرزئی نے تمیم نورستانی کو گورنر کے عہدے سے ہٹا دیا۔

جب نورستان کے لوگوں کو انصاف نہ ملا تو انہوں نے امریکیوں سے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ ویگال کے ایک پہاڑی قصبے وانات کے نوجوانوں نے کنٹر میں طالبان اور حزب اسلامی کے مجاہدین سے رابطہ کیا۔ 13 جولائی کی رات دو سو مجاہدین نے وانات کے قریب امریکی فوج کے ایک اڈے کو گھیرا ڈالا اور چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ مہمان مجاہدین اپنے ٹھکانوں کے اندر رہے لیکن انتقام کی آگ میں جلنے والے مقامی نوجوان فوجی اڈے کی دیوار توڑ کر اندر گھس گئے، خود بھی شہید ہوئے اور نو امریکی فوجی بھی مار ڈالے۔ اس خوفناک کارروائی کے بعد امریکی فوج نے ضلع ویگال کے پولیس چیف سمیت متعدد افسروں کو گرفتار کر لیا اور الزام لگایا کہ ان سب نے 13 جولائی کے حملے میں طالبان کا ساتھ دیا۔

تمیم نورستانی امریکا میں اپنے دوستوں سے رابطے کر رہا ہے اور ان کے ذریعے جارج ڈبلیو بش کو پیغام دینے کی کوشش کر رہا ہے کہ امریکی فوج افغانستان میں ''دہشت گردی'' ختم کرنے کی بجائے خود دہشت گردی کر رہی ہے لیکن اس کا پیغام نظر انداز کر کے اسے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ یہ حکم واپس نہ ہوا تو تمیم نورستانی کو بھی کنٹر کی وادی پیچ کے جنگلات میں طالبان کے پاس پناہ لینی پڑے گی اور پھر کبھی کوئی غیرت مند نورستانی امریکیوں کے ساتھ تعاون کی غلطی نہیں کرے گا۔

تمیم نورستانی نے امریکی خبر رساں ادارے ایسوسی ایٹڈ پریس کو ایک تفصیلی انٹرویو دیا اور بتایا کہ اگر 4 جولائی کو امریکی طیاروں کی بمباری سے اس کے 30 بے گناہ ہم وطن نہ مارے جاتے تو 13 جولائی کو ویگال میں امریکا کے فوجی اڈے پر حملہ نہ ہوتا لیکن اکثر امریکی ذرائع ابلاغ نے اس کا انٹرویو نظر انداز کر دیا اور 13 جولائی کو رات نو امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا ذمہ دار بھی پاکستان کو قرار دیا ہے۔

نورستان اور کنٹر کے ہمسائے میں واقع پاکستان کا قبائلی علاقہ باجوڑ کچھ سال پہلے تک بالکل پر امن تھا لیکن جنوری 2006ء میں یہاں کے ایک علاقے ڈمہ ڈولہ میں امریکا نے میزائل حملہ کیا جس میں 16 بے گناہ عورتیں اور بچے مارے گئے۔ اس واقعے کے بعد باجوڑ کے بہت سے نوجوانوں نے امریکیوں سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ بعد ازاں اسی علاقے میں ایک مدرسے پر حملہ ہوا جس میں 80 سے زائد طلبہ شہید ہو گئے۔ یہ سلسلہ یہیں تک محدود نہیں رہا بلکہ شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان، مہمند اور دیگر قبائلی علاقوں میں بہت سے بے گناہ مارے گئے اور یوں امریکا کے خلاف نفرت کا طوفان بڑھتا گیا۔ اس طوفان میں 18 فروری کے انتخابات کے بعد کچھ ٹھہراؤ آیا۔ ان انتخابات کے نتائج عوام کی نفرت کا عکس تھے۔ عوام نے پرویز مشرف کی پالیسیوں کو مسترد کیا لیکن بدقسمتی سے نہ پرویز مشرف کو ہٹایا گیا نہ ان کی پالیسیوں کو تبدیل کیا گیا۔ صوبہ سرحد کی حکومت نے سوات میں طالبان کے ساتھ مذاکرات شروع کئے لیکن کچھ اندرونی و بیرونی قوتیں ان مذاکرات کو ناکام بنانے کے درپے ہیں۔ دوسری طرف کچھ جرائم پیشہ عناصر بھی نئی حکومت اور طالبان کو آپس میں لڑا رہے ہیں۔ ہنگو میں طالبان اور ایف سی کو لڑانے والے دو معروف جرائم پیشہ افراد ہیں۔ قبائلی علاقوں میں گرلز اسکولوں کو نذر آتش کرنے کے واقعات پر وہ لوگ بھی بے چین ہیں جو طالبان کے ساتھ مذاکرات چاہتے ہیں۔ ان واقعات سے یہ حتمی تاثر ملتا ہے کہ طالبان اسلام دشمنوں کے خلاف نہیں بلکہ اپنے ہی لوگوں کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

طالبان کی قیادت کو واضح کرنا چاہیے کہ گرلز اسکول جلانے والوں سے ان کا تعلق ہے یا نہیں؟ ان کی وضاحت سامنے نہ آئی تو پھر پاکستان میں وہ لوگ مضبوط ہوں گے جو مسلمانوں کو مسلمان سے لڑا کر دشمنوں کا ایجنڈا کامیاب کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت نئی حکومت کو دھمکیاں دینے کی بجائے دشمنوں کی سازشیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ دشمن اپنے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت سے پریشان ہو کر ہمارے اندر ایک دوسرے کے خلاف نفرتوں کو (باقی صفحہ 19 پر)

تنظیم اسلامی پشاور غربی کا ماہانہ تربیتی اجتماع

حال ہی میں قائم ہونے والی مقامی تنظیم پشاور غربی کے پہلے مشاورتی اجلاس (منعقدہ ماہ مئی) میں یہ طے ہوا تھا کہ پہلا تربیتی اجتماع بصورت شب بیداری ماہ جون کے پہلے ہفتے میں ترجیحاً بروز جمعہ نمازِ عصر تا نمازِ عشاء ہوگا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ اجتماع ہر ماہ پہلے جمعہ کو ہوا کرے گا اور اس میں تجوید و تحفیظ، دورۂ ترجمہ قرآن، مطالعۂ حدیث، منتخب نصاب نمبر 2 کا ایک حصہ، اجتماعی مطالعہ لٹریچر مبتدی و ملتزم، آدابِ زندگی اور تنظیمی امور کے لئے اوقات مختص ہوں گے۔ بوجوہ مجوزہ تربیتی اجتماع جمعہ کے بجائے ہفتہ کے دن 7 جون کو تنظیم کے دفتر (واقع رہائش گاہ ملتزم رفیق محترم اشفاق میر) میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں غربی تنظیم کے 14 میں سے 13 رفقاء نے شرکت کی۔

امیر تنظیم اسلامی پشاور غربی محمد سعید نے تمہیدی کلمات سے اجتماع کا آغاز کیا۔ جس میں اجتماع کے مذکورہ بالا تربیتی و تنظیمی امور کے عنوانات بتائے گئے۔ اس اجتماع کو ’’عبادتِ رب‘‘ کے عنوان سے موسوم کیا گیا۔ اُسرہ حیات آباد کے نقیب نور الحسن نے کتاب اللہ کی آخری بیس سورتوں میں سے پہلی سورت سورۃ التین کی تجوید کے قواعد پر روشنی ڈالی اور پھر تمام رفقاء سے باری باری اِن قواعد کی رعایت کے ساتھ اس کی تلاوت کی مشق کرائی۔ مقامی امیر نے دورۂ ترجمہ قرآن کا آغاز کرتے ہوئے تمہیدی کلمات میں عظمت قرآن کے بعض پہلوؤں کو اجاگر کیا اور سورۃ الفاتحہ کے ترجمہ و تشریح کے بعد سورۃ البقرہ سے متعلق بعض نکات بیان کئے اور اس کے پہلے رکوع کا ترجمہ کیا۔ اس کے بعد اُسرہ یونیورسٹی ٹاؤن کے نقیب ڈاکٹر محمد اقبال صافی نے دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے مطالعہ حدیث کورس کی پہلی کتاب سے اصول حدیث کے بنیادی نکات میں سے بعض کی تفصیل بیان کی۔ ملک میں جاری لوڈشیڈنگ کے پیش نظر بجلی کی آنکھ مچولی کا سلسلہ بھی جاری رہا، جس سے اجتماع کے نصاب کی تکمیل میں خلل واقع ہوا۔ عشاء کی نماز کے بعد حزب اللہ کے اوصاف پر مبنی بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے ویڈیو خطاب (نمبر 5) کا کچھ حصہ دکھایا گیا۔ رفیق تنظیم ڈاکٹر صفدر حسین شاہ نے آدابِ زندگی اور اوامر و نواہی کے حوالے سے بات کی۔ اس کے بعد تنظیمی اطلاعات اور دیگر امور نمٹائے گئے۔ آخر میں مقامی امیر محمد سعید نے رفقاء کو ترغیب دی کہ چونکہ مطالعہ لٹریچر کا کچھ حصہ رہ گیا ہے، لہٰذا ملتزم و مبتدی رفقاء مجوزہ کتابچے آئندہ ماہ کے اجلاس سے قبل پڑھ لیں۔ رفقاء نے اس پروگرام کو بہت مفید قرار دیا۔ رات ساڑھے بارہ بجے یہ اجتماع مسنون دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: حیدر علی)

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد شمالی کی دعوتی سرگرمیاں

20 جون 2008ء بروز جمعہ اُسرہ خیمہ (حلقہ سرحد شمالی تیمرگرہ) کے زیر اہتمام، ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ اس مقصد کے لئے باجوڑ سے ڈاکٹر فیض الرحمٰن کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی تھی۔ انہوں نے بعد از نماز جمعہ گاؤں ملاکنڈ پائیں میں علی یاسر ہاؤس میں ’’اقامت دین کی ضرورت‘‘ پر مفصل تقریر کی جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ مقرر نے ’’دین و مذہب، دین و شریعت اور دوسرے متعلقہ موضوعات پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس پروگرام میں رفقاء و احباب کے علاوہ علاقہ کے بعض علمائے کرام بھی موجود تھے۔ اس بیان کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے منفرد اندازِ خطابت کی بنا پر شرکاء اُن کے بیان سے بہت متاثر ہوئے، اور انہوں نے علاقے میں تنظیم اسلامی کی طرف سے اس طرح کے پروگرامات کا سلسلہ جاری رکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پروگرام کا اختتام سہ پہر ساڑھے چار بجے ہوا۔ (مرتب: محمد یاسین)

تنظیم اسلامی دیر کا ماہانہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی دیر شہر کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی اجتماع جامع مسجد بلالؓ میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں امیر حلقہ سرحد شمالی جناب محمد فہیم اور رفیق تنظیم جناب حبیب علی سوات سے خصوصی طور پر تشریف لائے تھے۔ اجتماع کا آغاز بعد از نماز عصر ہوا۔ امیر حلقہ نے سورۃ العصر پر مفصل خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خسارے سے بچانے کے لئے چار شرائط عائد کی ہیں۔ اگر ان چار شرائط میں سے کسی بھی ایک کو چھوڑ دیا گیا تو انسان خسارے سے نہ بچ سکے گا۔ اس نشست میں تقریباً 40 احباب نے شرکت کی۔ دوسری نشست بعد از نماز مغرب ہوئی۔ حبیب علی نے سورۂ نور کی روشنی میں مفصل خطاب فرمایا۔ آپ کی یہ گفتگو کم از کم 50 احباب نے بڑی دلجمعی و انہماک سے سُنی۔ اس پروگرام میں چند علماء کرام بھی تشریف لائے تھے۔ تیسری نشست بعد از نماز عشاء ہوئی۔ اس میں درس حدیث ہوا، جو ممتاز بخت نے دیا۔ یہ درس فتنہ دجال کے ظہور کے متعلق تھا۔ اس درس میں 30 افراد نے شرکت کی۔ رات دس بجے آخری نشست ہوئی، جب کے ساتھ ہی دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ امیر حلقہ، حبیب علی و دیگر رفقاء نے راقم کے ساتھ رات کا کھانا کھایا اور قیام کیا۔ اگلی صبح مہمانان گرامی رخصت ہوگئے۔

(رپورٹ: سعید اللہ جان)

تنظیم جار اسرہ حیاتی کی دعوتی سرگرمیاں

ماہ جون میں اسرہ حیاتی حلقہ سرحد شمالی کے رفقاء خاصے سرگرم رہے۔ رفقاء کی باہمی مشاورت سے جامع مسجد حیاتی بٹر میں درس قرآن اور تفہیم دین کورس کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام ہر ہفتے نماز جمعہ کے فوراً بعد میں منعقد ہوتا رہا۔ اس میں اوسطاً چالیس افراد شرکت کرتے رہے۔ پروگرام کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا تھا۔

راقم الحروف نے ان پروگراموں میں فرائض دینی کا جامع تصور، دین و مذہب میں فرق، سیکولرازم کی حقیقت، اسلام مذہب نہیں دین ہے، اور دین اپنا غلبہ چاہتا ہے، جیسے موضوعات پر گفتگو کی۔ بعد ازاں منہج انقلاب نبوی ﷺ کو فیض الرحمٰن بیان کرتے رہے۔ ان پروگراموں کے آخر میں لوگوں کو تنظیم اسلامی میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ بہت سے افراد نے تنظیم میں شمولیت کی حامی بھر لی۔ یہ پروگرام ماہ جون کے چاروں ہفتوں میں (بروز جمعہ) منعقد ہوتے رہے۔

(مرتب: شیر محمد حنیف)

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے زیر اہتمام خواتین کا اجتماع

بہاولپور میں خواتین کے لیے تجوید، ترجمہ و تفسیر قرآن کی کلاسز کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ کلاسز ہفتے میں دو دن بعد از نماز عصر ہوتی ہیں۔ ابھی تک 26 پاروں کی تجوید اور ترجمہ و تفسیر ہو چکی ہے۔

خواتین میں قرآن کا ذوق و شوق بیدار کرنے کے لیے 28 جون 2008ء کو خواتین کا ایک اجتماع منعقد کیا گیا، جس میں سو کے قریب خواتین شریک ہوئیں۔ یہ اجتماع مسز عامر قریشی کے گھر پر ہوا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں رفیقہ مسز عامر قریشی نے قرآن مجید کے حقوق کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن ہے۔ تاہم یہ بات افسوسناک ہے کہ مسلمان اس کے فہم کی طرف توجہ نہیں دیتے، حالانکہ یہ کتاب ہدایت ہے، اس کا سمجھنا ضروری ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر اسرار احمد کی کتاب ’’مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق‘‘ کی روشنی میں اپنی بات کو آگے بڑھایا اور شریک خواتین کو بتایا گیا کہ قرآن پر ایمان اور اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن کا یہ بھی حق ہے کہ اسے سمجھا جائے، اس پر عمل کیا جائے اور دوسروں تک پہنچایا جائے۔ تقریب کے آخر میں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ مغرب کے بعد شروع ہونے والی یہ تقریب رات 12 بجے اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ: مسز فاروق قریشی)

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

28 جون بروز ہفتہ جامع القرآن قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور کی سطح پر شب بیداری کا پروگرام ہوا۔ پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب تذکیر بالقرآن سے ہوا، جس کی سعادت عبداللہ محمود نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ اللیل کی آیات 5 اور 6 کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور پھر مسلمانوں میں پیدا کیا، اور اسلام کی عظیم نعمت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ قمر میں فرماتے ہیں کہ ہم نے قرآن مجید کو تذکیر کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے۔ لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج ہم نے تذکیر حاصل کرنے کے لئے میرٹ بنالئے ہیں۔ مثلاً مدرس کون ہے؟ کیا کہہ رہا ہے؟ بات مربوط ہے یا نہیں؟ وہ منضبط سوچ پیش کر رہا ہے یا منتشر؟ یہ میرٹ تذکیر کے راستے میں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انسان کا اصل ہدف اللہ کی رضا اور اُخروی کامیابی کا حصول ہے، مگر بالعموم وہ بھول جاتا ہے اور سرکش ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام کو اگر ایک جملہ میں بیان کرنا ہو تو وہ یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے رب کو خوش کرو اور اس کا طریقہ رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی ہے۔ انہوں نے رفقاء کو اس حوالے سے عمل پر آمادہ کرتے ہوئے کہا کہ حضورؐ نے مزید فرمادیا ہے کہ قیامت کے دن ابن آدم کے قدم زمین نہیں چھوڑے گی جب تک وہ پانچ چیزوں کا جواب نہیں دے گا۔ عمر کہاں گزاری، عہد شباب میں کیا کیا، مال کیسے حاصل کیا، اور کہاں خرچ کیا، نیز جو علم حاصل کیا اس پر عمل کتنا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آنحضورؐ نے مزید رہنمائی فرمادی کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، غناء کو فقر سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور حیات کو موت سے پہلے۔

اس کے بعد امیر حلقہ نے ملٹی میڈیا کی مدد سے حلقہ لاہور کی پچھلے پانچ ماہ کی رپورٹ پیش کی۔ رفقاء کی تعداد، حلقہ لاہور میں تناظیم کی تقسیم، ان کی جغرافیائی حدود نیز مبتدی اور ملتزم رفقاء کی تربیت گاہوں میں شرکت، کھپت جرائد (ندائے خلافت اور میثاق) اور انفاق فی سبیل اللہ کو گراف کے حوالے سے رفقاء کے سامنے پیش کیا اور ان کو ذوق وشوق دلایا کہ وہ اس حوالے سے مزید آگے بڑھیں۔ بعدازاں انہوں نے سورۂ آل عمران کی آخری آیت کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ساتھیو! ہماری جمعیت مختصر ہے مگر جو کام ہم لے کر اٹھے ہیں وہ بڑا عظیم کام ہے، یعنی خدا کی سرزمین پر خدا کا نظام قائم کرنے کی جدوجہد۔ اس وقت پوری دنیا اس فکر اور سوچ کے خلاف ہے اور خطرات اور خدشات منڈلا رہے ہیں۔ ان حالات میں ہمیں چاہیے کہ اپنی اس سوچ اور فکر پر جمے رہیں، اور قرآن مجید اور احادیث وسنت رسولؐ کے حوالے سے اس پر مزید انشراح صدر حاصل کریں، نیز ہمیں جہاں بھی بلایا جائے وہاں کوشش کی جائے کہ بروقت پہنچ جائیں۔ امیر حلقہ کی گفتگو کے بعد سب رفقاء نے اکٹھے کھانا کھایا اور نماز عشاء باجماعت ادا کی۔ پروگرام کا آخری حصہ حافظ محمد زبیر کی گفتگو پر مشتمل تھا۔ انہوں نے اتباع سنت کے حوالے سے گفتگو کی، اور مثالوں کے ذریعے بات کو سمجھایا۔ اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (مرتب: محمد یونس، معتمد حلقہ لاہور)

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیت گاہ برائے نقباء

اسرہ جاتی نظام تنظیم میں ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے۔ اس نظام کو منظم کرنے اور کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے نقیب کا رول انتہائی اہم ہوتا ہے۔ لہٰذا تنظیم کی سطح پر نقباء کی تربیت کے لیے گاہے بگاہے پروگرامات منعقد کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام 29 جون 2008ء کو ایک روزہ تربیت گاہ برائے نقباء منعقد ہوئی۔ اس پروگرام میں سوائے اسرہ قلعہ کالروالے کے باقی تمام حلقہ سے نقباء شریک ہوئے۔

پروگرام کا آغاز ناظم حلقہ نے سورۃ التوبہ کی چند آیات کی تلاوت سے کیا۔ بعدازاں انہوں نے پروگرام کی ترتیب اور عنوانات واضح کیے۔ اس کے بعد حافظ عنایت اللہ نے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت، فضیلت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے مرتبہ اور اعزازات پر مفصل بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کو اصل ڈر نفاق کا ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر عبدالسمیع نے بیعت کی اہمیت، نظم بالا کے رفقاء سے تعلق اور رفقاء کا نظم بالا سے تعلق پر مفصل لیکچر دیا۔ انہوں نے امیر اور مامور کے درمیان تعلق اور سمع وطاعت کی اہمیت کو بڑے مؤثر اور آسان الفاظ میں بیان کیا۔ یہ لیکچر نماز ظہر کے قریب ختم ہوا۔ ظہرانے کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع نے سورۃ الفتح کی آیات کی روشنی" میں اقامتِ دین کی جدوجہد میں شامل افراد کے مابین "رحماء بینھم" کے رشتے کی وضاحت کی۔ بعدازاں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی، جس کے بعد وہ فیصل آباد روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد خادم حسین نے سورۃ التوبہ کی آیات کا درس دیا اور اللہ کی راہ میں جان کی بازی لگانے اور خون کا نذرانہ دینے والوں کے مقام کی وضاحت کی۔ پروگرام کے آخری حصے میں گوجرانوالہ ڈویژن سے تعلق رکھنے والے بزرگ رفیق محترم سرفراز چیمہ نے پنجابی زبان میں اپنے مخصوص انداز میں "تعلق باللہ" پر تقریر کی، اور شرکاء کو تلقین کی کہ رات کو جاگا کریں اور اللہ تعالیٰ سے خیر وعافیت طلب کریں اور اللہ سے اپنا تعلق مضبوط کریں۔ پروگرام کے اختتام پر ناظم حلقہ نے تمام نقباء کا شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوصِ نیت کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق دے۔ (مرتب: شاہد رضا)

اِس ہدف کو حاصل کرنے کے لئے بھارت اور اسرائیل امریکہ کی مدد کر رہے ہیں۔

بقیہ: اداریہ

نئی حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ مشرف نے امریکہ سے اپنی حکومت بچانے اور ڈالر حاصل کرنے کی لالچ میں تعاون کیا تو قوم نے کس بری طرح اس کو مسترد کر دیا۔ امداد حاصل کرنے کی لالچ میں اگر نئی حکومت نے بھی امریکہ کا دہشت گردی کی جنگ میں ساتھ دیا تو عوام اِسے بھی مسترد کر دیں گے۔ پھر یہ کہ پاکستان اب اِس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ مزید جھٹکے برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ نئی حکومت اقتدار بچانے کے لیے امریکی سہارے حاصل کرے اور ہم اپنی آزادی ہی کھو بیٹھیں۔ نئی حکومت کو سمجھنا چاہیے کہ امریکہ صرف اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہم سے تعاون کرے گا اور کبھی ہمارا سچا دوست نہیں بنے گا، جبکہ ہم دوسرے فریق یعنی قبائلیوں اور آزادی حاصل کرنے والے افغانیوں کو امریکہ کی خاطر اپنا دشمن بنا رہے ہیں۔ ہم قبائلیوں کے ساتھ مل کر امریکہ کے خلاف اعلان جنگ نہ بھی کریں لیکن امریکہ کو صاف صاف بتا دیں کہ ہم اِس جنگ میں اُس کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ اِس لیے کہ ہماری قومی سلامتی خطرے میں پڑتی ہے۔ امریکہ کو عراق میں جو تجربہ حاصل ہو چکا ہے وہ کبھی ہمارے علاقے میں اپنی زمینی فوجیں نہیں اتارے گا۔ یاد رہے جب ہمیں امریکہ سے مالی امداد نہیں ملتی تھی تب بھی ہم زندہ تھے اور ہماری حالت آج سے کہیں بہتر تھی۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- تنظیم اسلامی حیدرآباد کے رفیق عبدالحکیم دایو کے بھائی وفات پاگئے
- تنظیم اسلامی حیدرآباد کے رفیق اعجاز احمد کی والدہ وفات پاگئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے منفرد رفیق شاہد حسین کی والدہ انتقال کر گئیں
- تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے ناظم مکتبہ سید طارق محمود برکی کے بھائی وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

ڈاکٹر روان پھر تنقید کی زد میں

برطانوی عیسائیوں کی اکثریت ایک فرقے، انجلیکن چرچ سے تعلق رکھتی ہے۔ آرچ بشپ آف کنٹربری اس فرقے کا سربراہ ہوتا ہے۔ موجودہ آرچ بشپ ڈاکٹر روان ولیمز ہیں جنہیں غیر عیسائی بھی امن، رواداری اور انسانیت کا نمائندہ قرار دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے انہوں نے کہا تھا کہ شریعت اسلامی کے کچھ جز و برٹش لیگل سسٹم کا حصہ بن سکتے ہیں۔ اس پر برطانوی عیسائی رہنماؤں نے طوفان کھڑا کر دیا تھا اور ڈاکٹر روان پر شدید تنقید کی گئی تھی۔ اب ڈاکٹر روان ولیمز نے دوبارہ سچائی کا سہارا لیا، تو پھر عیسائی رہنماؤں کو آگ لگ گئی ہے اور اس بار یہ زیادہ شدید ہے۔

برطانیہ میں ماہ اکتوبر میں بین المذاہب کانفرنس ہونے والی ہے تاکہ عیسائیت اور اسلام سمیت تمام آسمانی مذہبوں کو ایک دوسرے کے قریب کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر روان نے جو خط لکھا وہ عیسائی رہنماؤں کے لیے وجہ تلخی بن گیا۔ آرچ بشپ نے دراصل اپنے خط میں یہ تسلیم کیا ہے کہ بعض عیسائی نظریے مسلمانوں کے لیے تکلیف دہ ہیں، مثال کے طور پر نظریہ تثلیث جس کی رو سے تین خدا ہیں۔ جبکہ مسلمان ایک خدائے برتر پر یقین رکھتے ہیں۔ انہوں نے مزید لکھا کہ بعض اوقات تلوار کی نوک پر عیسائیت پھیلائی گئی ہے اور عیسائیوں نے تشدد کے انتہا پسندانہ طریقے بھی اپنائے۔ (موصوف کا اشارہ ان خوفناک عدالتوں کی طرف تھا جو ہسپانوی عیسائیوں نے قائم کی تھیں) مگر اس خط کو عیسائی رہنماؤں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا۔ ان کا کہنا ہے کہ آرچ بشپ معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہ کریں بلکہ مسلمانوں کو عیسائی بننے کی ترغیب دیں۔ چند رہنماؤں نے ان پر یہ الزام لگایا کہ وہ عیسائی روایات سے منحرف ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ برطانوی حکمران جماعت اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ خط لکھنے پر آرچ بشپ استعفیٰ دے دیں۔

آرچ بشپ کا معاملہ درحقیقت جمہوریت اور حقوق انسانی کے نام نہاد علمبرداروں کا حقیقی چہرہ سامنے لے آیا ہے۔ جب کوئی عیسائیت کی خامیاں بیان کرے، تو وہ پورے معاشرے میں معتوب ٹھہرتا ہے، لیکن کوئی اسلام کو تضحیک کا نشانہ بنائے، ہمارے شعائر کی توہین کرے، تو اُسے سر آنکھوں پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تو آزادیٔ رائے ہے۔ منافقت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن مغربی معاشرے اُسے بھی پار کر چکے ہیں۔

اسرائیل کا ایران پر ممکنہ حملہ

بن گوریان یونیورسٹی (اسرائیل) کے پروفیسر بینی موریس نے ''نیویارک ٹائمز'' میں ایک مضمون لکھ کر دعویٰ کیا ہے کہ اسرائیل 5 نومبر تا 19 جنوری کے درمیان کسی بھی وقت ایران کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کر دے گا۔ موصوف کا دعویٰ ہے کہ اگر اسرائیل نے ایسا نہ کیا، تو مشرق وسطیٰ مستقبل میں ایٹمی جنگ کا شکار ہو سکتا ہے کیونکہ پھر ایران بھی ایٹم بم بنالے گا۔ یاد رہے، 20 جنوری کو صدر بش وائٹ ہاؤس سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جائیں گے۔ اسرائیل نے اگر حملہ کرنا ہوا، تو وہ یقیناً ''امن کے قاتل'' کے دور میں کرنا چاہے گا۔

ترکی میں فوج کی جیت کا امکان

ترکی میں سیاسی بحران شدید ہو گیا ہے۔ ماہرین کی اکثریت کا خیال ہے کہ آئینی حکومت وزیراعظم طیب اردگان پر پابندی لگادے گی کہ وہ سیاست میں حصہ نہ لیں۔ نیز حکمران جماعت جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی پر بھی پابندی لگ جائے گی۔ اس فیصلے سے بنیادی نتیجہ یہ نکلے گا کہ ترکی سیاسی ناپائیداری کا شکار ہو جائے گا۔

طیب اردگان کی قیادت میں ترکی نے حیران کن معاشی ترقی کی ہے۔ پھر انہیں مسلمانوں کی حمایت حاصل ہے، جنہوں نے طویل عرصے بعد انتخابات میں کھل کر حصہ لیا۔ مگر ترکی کی سیکولر نوکر شاہی، عدلیہ اور خصوصاً فوج سے اسلام پسندوں کی شاندار کامیابیاں ہضم نہ ہو سکیں۔ لہٰذا فوج اور عدلیہ نے مل کر جمہوری حکومت کے خلاف سازش کر ڈالی۔ اگر آئینی عدالت نے طیب اردگان کی حکومت ختم کر ڈالی، تو ساٹھ برس کے دوران یہ پانچواں موقع ہوگا کہ ترک فوج نے جمہوری طور پر منتخب حکومت کا قتل عام کر دیا۔

اس سارے عمل میں جیت صرف اور صرف ترک فوج کی ہو گی جو سیکولرازم کے نام پر اسلام دشمنی کی تمام حدوں کو پھلانگ دینا چاہتی ہے چاہے ملک و قوم کی سالمیت داؤ پر لگ جائے۔

امریکی فوج کا انخلاء

امریکہ کے صدر بش چاہتے ہیں کہ امریکی فوج سدا عراق میں براجمان رہے تاکہ ایک طرف تو تیل کے عراقی کنوؤں پر امریکیوں کی دسترس رہے، دوسرے ایران پر نظر رکھی جاسکے۔ تاہم اب خود کٹھ پتلی عراقی حکومت کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو رہا ہے۔ اب وہ چاہتے ہیں کہ امریکی فوج جلد از جلد ان کے وطن سے رخصت ہو جائے۔

اسی تناظر میں پچھلے دنوں عراقی وزیراعظم نوری المالکی اور صدر بش کے مابین وڈیو کانفرنس ہوئی۔ آخر اس میں طے پایا کہ دونوں ممالک امریکی فوج کی واپسی کے لیے مقررہ وقت طے کریں گے۔ دریں اثنا عراقی وزیراعظم نے جرمن نیوز میگزین، سپیگل کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ وہ امریکی فوج کی واپسی کے سلسلے میں ڈیموکریٹک صدارتی امیدوار، باراک اوباما کے پلان کی تائید کرتے ہیں۔ بظاہر اس منصوبے کے تحت اوباما سولہ ماہ کے اندر اندر امریکی فوج عراق سے واپس بلانا چاہتے ہیں۔

قیدیوں کی واپسی

اسرائیل نے اپنے دو مردہ فوجیوں کی باقیات حاصل کرنے کے لیے پانچ لبنانی مجاہد رہا کر دیے ہیں۔ ان میں سامیر قنطار بھی شامل تھے جو 1979ء سے اسرائیلیوں کی قید میں تھے۔ مزید براں اسرائیل نے ان 199 لبنانی مجاہدوں کی لاشیں بھی حزب اللہ کے حوالے کیں جو حالیہ جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ انہیں پورے اعزاز کے ساتھ دفنا دیا گیا۔

اسلام امن کا علمبردار ہے: دلائی لامہ

پنسلوانیا یونیورسٹی میں سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے بدھ مذہب کے روحانی پیشوا دلائی لامہ نے کہا ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اس کا تعلق تشدد سے جوڑنا انتہائی نامناسب ہوگا۔ انہوں نے مذہبی انتہا پسندی کے حوالے سے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے اسلام کا مکمل دفاع کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ امریکیوں میں بڑھتی ہوئی بے اطمینانی اور ڈیپریشن ہوس زر کا نتیجہ ہے اور ہر کوئی زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر میں مبتلا ہے۔

tripartite commission. Why can't it coordinate with the other two members on vital issues?

Afghanistan is an occupied country for all practical purposes and the statements by President Hamid Karzai should not be taken lightly because he may be speaking in his master's voice. The blast outside the Indian embassy in Kabul cannot be attributed to the ISI so easily because the time selected is most inopportune from Pakistan's point of view. It appears, according to some circles, that some big game is being orchestrated from somewhere and that the target is Pakistan.

Will our leadership rise and measure up to the occasion? If it does, the nation will not fail its leaders.

The writer, a retired brigadier of the Pakistan Army, is a former secretary home and tribal affairs, NWFP and secretary Fata.
mahmoodshah@mahmoodshah.com
(Republished from DAWN)

بقیہ: کالم آف دی ویک

ہوا دے رہا ہے۔ ظالم چاہتا ہے کہ مظلوم اس کے خلاف متحد ہونے کی بجائے آپس میں لڑتے رہیں۔ لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے اور پانچ دن کے اندر حکومت سے مستعفی ہونے کا الٹی میٹم دینے کی بجائے آپس میں مکالمہ جاری رکھنا چاہیے۔ مکالمے کی راہ میں جو بھی رکاوٹ ڈالتا ہے اسے سرحد حکومت بے نقاب کرے۔ اس وقت ہمیں آپس کی نفرتوں کو ختم کرنا ہوگا ورنہ دشمن ہمیں ختم دے گا۔ ہماری سب سے بڑی طاقت ہمارا قومی اتحاد ہوگا۔ ہم متحد ہو جائیں تو کوئی سپر پاور ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ تمیم نورستانی کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت اس انجام سے سبق سیکھے۔ امریکا دوسروں کا نہیں بلکہ صرف اپنا دوست ہے ہمیں بھی صرف اپنا دوست بننا چاہیے ورنہ امریکا کسی پاکستانی کرزئی کے ذریعے نئی حکومت کے وزیروں اور مشیروں کو تمیم نورستانی بنانے میں زیادہ دیر نہ لگائے گا۔ (بشکریہ روزنامہ "جنگ")

پریس ریلیز

21 جولائی 2008ء

ڈاکٹر اسرار احمد نے کیو ٹی وی پر نشر ہونے والے اپنے درس میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ اہل سنت والجماعت کے مؤقف ہی کی ترجمانی ہے۔ اس میں خلیفۂ راشد حضرت علیؓ کی توہین کا معاملہ ہرگز نہیں ہے

ڈاکٹر اسرار احمد کے ٹی چینلز پر دروس کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے

علماء اہل سنت

ڈاکٹر اسرار احمد نے کیو ٹی وی پر نشر ہونے والے اپنے درس میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ اہل سنت والجماعت کے مؤقف ہی کی ترجمانی ہے۔ اس میں خلیفۂ راشد حضرت علیؓ کی توہین کا معاملہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے دفتر میں علمائے اہل سنت کے نمائندہ علماء نے متفقہ طور پر ایک اجتماع میں کہی۔ اس اجتماع میں مولانا عبدالرؤف ملک، حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، پیر سیف اللہ خالد، انجینئر سلیم اللہ خان، قاری محمد یوسف احرار، مولانا امیر حمزہ، حافظ صلاح الدین یوسف، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا عبدالجلیل نقشبندی، مفتی محمد ہاشم نعیمی، حافظ اسعد عبید، مولانا غلام رسول راشدی، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا مخدوم منظور احمد، مولانا خلیل الرحمٰن، مولانا میاں عبدالرحمٰن، مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی، صاحبزادہ عاصم مخدوم، مولانا عبدالوحید، قاری نذیر احمد، مولانا یونس حسن نے شرکت کی۔ اجلاس میں تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید اور بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد بھی موجود تھے۔ علمائے اہل سنت کے اس نمائندہ اجتماع نے متفقہ قرارداد میں ڈاکٹر اسرار احمد کے علمی مؤقف کی تائید اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے کہا کہ یہ اہل سنت کا متفقہ مؤقف ہے۔ اس موقع پر مستقبل میں ایسے مسائل کے حل کے لیے "مجلس مشاورت علمائے اہل سنت" کے نام سے ایک مستقل ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تمام شرکاء نے متفقہ طور پر مولانا عبدالرؤف فاروقی کو اس مجلس کا صدر منتخب کیا۔ یہ مجلس مشاورت آئندہ ایسے مسائل پر اہل سنت کا متفقہ علمی مؤقف قوم کے سامنے پیش کر کے اُن کی فکری و نظریاتی رہنمائی کا کردار ادا کرتی رہے گی۔

اجلاس میں کہا گیا کہ ملک کی موجودہ صورت حال نہایت ابتر ہے۔ ملک میں منظم سازش کے تحت لسانی، علاقائی اور مذہبی منافرت کی آگ بھڑکانے کا کھیل جاری ہے۔ لہٰذا دینی، سیاسی، سماجی محاذ پر یکجہتی اور اتحاد کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ اجتماع میں مطالبہ کیا گیا کہ ڈاکٹر اسرار احمد کے ٹی چینلز پر دروس کا سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

kly Nida-e-Khilafat Lahore

y Point

By Mahmood Shah

Pakistan in Crisis

TAN is heading towards a l meltdown. It has fallen state of non-governance in ce of grave threats to its y. The situation can change e country reinvents and covers itself miraculously at leventh hour. This article is designed to create ondency but to give an ctive assessment of what is pening within the country and side. An ostrich-like attitude not really help.

fact is that Talibanisation is ing over the country rapidly e to the lack of any tangible unter-strategy from the overnment's side. The religious xtremists are openly challenging he government's writ every day nd personnel of the police, Frontier Constabulary, Frontier Corps and other security agencies are being killed or kidnapped by the dozens. The government appears to be clueless about how to respond to the crisis. The extremists are not considerable in number but through sheer terror tactics they are forcing more and more people into submission. The area under their control is increasing day by day and that under the government's jurisdiction is shrinking.

The government is resorting to shadow boxing in the media. It is constantly debating whether negotiation or the use of force is the best option. Is the threat to Peshawar real or imaginary? These are actually irrelevant discussions at this point in time. While we just talk, on the other side of the border the US-led coalition forces have redeployed themselves in Afghanistan.

They are massed across the Durand Line facing Pakistan. USS Abraham Lincoln, the aircraft carrier, has moved closer to our shores. Scores of foreign journalists are swarming all over Peshawar as they probably expect some military action in the near future. The rhetoric in Washington against Pakistan is increasing by the day. The statements from Afghanistan are assuming threatening proportions. Pakistan appears to be on a collision course and the die appears to be heavily loaded against it.

Are our leaders aware of the dangers that lurk around us? Do they have plans to deal with the situation? Let us hope they do but the people are not convinced.

The problems are enormous but not insurmountable. This is the time for the elected leadership to rise to the occasion and mobilise the people behind it. There is need for a debate in parliament with all the political parties participating irrespective of their affiliations.

All the agreements Pakistan, as a front-line state, has reached with the US in this war on terror must be brought into the open and debated. Only those commitments which are in the best interest of Pakistan should be retained while the remaining need to be scrapped with the contempt that they deserve. The policy thus worked out for dealing with internal strife and external threats should be implemented by all the agencies of the state including the army and the ISI.

Anyone failing to do so must be dealt with in accordance with the law of the land. If a robust policy is articulated at that level, the challenge can be met with the resources available. Even if we are in the midst of an international conspiracy, as many believe, we cannot deny that the stated aim of the US in the region is to fight its war on terror. Yet some people strongly feel that the Americans have a hidden agenda that is directed against Pakistan. US military maps do not show countries like Afghanistan and Pakistan but a Eurasian landmass with air bases and arcs of coverage. The US would like to stay in this region because of its proximity to Russia which could become a superpower if it reorders its economy. China, which also borders this region, is another superpower in the making.

The US also has an interest in Iran. Pakistan is the only nuclear state in the Islamic world and it is felt that the centre of gravity of the war on terror in Afghanistan is being pushed towards Pakistan with a purpose and under a plan. After all the US is the senior-most and most powerful member of the